عالمی مجلس تحفظ ختم نبوة کا ترجمان

ہفت روزہ

ختم نبوة

INTERNATIONAL URDU WEEKLY **KHATM-E-NUBUWWAT** KARACHI PAKISTAN

جلد: ۴۵ | ۳۰ ذوالحجہ تا ۶ محرم الحرام ۱۴۴۸ھ بمطابق ۱۶ تا ۲۲ جون ۲۰۲۶ء | شمارہ: ۲۳

اسلامی تقویم کا آغاز

امیر المومنین سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ

موسم گرما سے متعلق شریعت کی تعلیمات

Website: www.khatmenubuwwat.net | www.khatm-e-nubuwwat.info | www.amtkn.com

Email: editorkn@yahoo.com

لباس کی شرعی حیثیت

س:......کیا فرماتے ہیں، علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ شرعی اور اسلامی لباس کیا ہے؟ کیا پینٹ شرٹ مسلمانوں کی ایجاد ہے اور اس کو پہننا جائز اور حلال ہے؟ خصوصاً خاندان کا ایک ایسا فرد جو دینی رجحانات کا حامل جانا جاتا ہو، اس کے لئے ایسا لباس استعمال کرنا اور اس کو جائز قرار دینا کیا حکم رکھتا ہے؟

ج:......شریعت نے لوگوں کی سہولت کی خاطر لباس پر کسی خاص وضع یا خاص تراش کی پابندی نہیں لگائی کہ اس قسم کا لباس پہننا فرض ہے اور فلاں قسم کا حرام ہے، البتہ شریعت نے کچھ حدود ضرور مقرر کی ہیں کہ جن کی خلاف ورزی جائز نہیں ہے۔ مثلاً:

۱:...مرد شلوار، تہہ بند، پاجامہ وغیرہ اپنے ٹخنوں سے نیچے نہ رکھیں، مردوں کے لئے ہر حال میں ٹخنے کھلے رکھنا واجب ہے۔

۲:...لباس اتنا باریک چست اور تنگ نہ ہو کہ اعضائے مستورہ کی ساخت و بناوٹ ظاہر ہوتی ہو، کیونکہ ایسا لباس مرد وعورت دونوں کے لئے حرام ہے۔

۳:...لباس میں یہود ونصاریٰ، کافروں اور فساق وفجار کی مشابہت اختیار کرنا منع ہے۔

۴:...مردوں کے لئے خالص ریشم کا لباس پہننا حرام ہے۔

۵:...لباس میں مردوں کے لئے عورتوں کی اور عورتوں کے لئے مردوں کی مشابہت اختیار کرنا منع ہے۔

لباس کے متعلق یہ چند ضروری اصول ہیں، جن کی رعایت کرنا انتہائی واجب ہے اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ کس قسم کا لباس پہننا درست ہے اور کون سا درست نہیں۔ لہٰذا ایسی پینٹ کا استعمال جس میں متذکرہ بالا قباحتیں پائی جائیں ناجائز ہوگا۔ مزید یہ کہ پینٹ شرٹ نہ مسلمانوں کی ایجاد ہے اور نہ ہی یہ شرفاء وصلحا کا لباس ہے، بلکہ غیروں کے نقش قدم پر چلتے ہوئے عام مسلمانوں نے اس کو فیشن کے طور پر اپنا لیا ہے۔

ٹی وی پروگرام

س:......گھر میں ٹی وی رکھنا اور اس پر مختلف پروگرام دیکھنا کیسا ہے؟

ج:......ٹی وی کی شرعی حیثیت سے متعلق ایک سوال کا جواب لکھتے ہوئے حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ فرماتے ہیں کہ: ہماری شریعت میں جاندار کی تصویر حرام ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر لعنت فرمائی ہے، ٹیلی ویژن اور ویڈیو فلموں میں تصویر ہوتی ہے جس چیز کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حرام اور ملعون فرما رہے ہوں، اس کے جواز کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ ان چیزوں کو اچھے مقاصد کے لئے استعمال کیا جاسکتا ہے، یہ خیال بالکل لغو ہے۔ اگر کوئی ام الخبائث (شراب) کے بارے میں کہے کہ اس کو نیک مقصد کے لئے استعمال کیا جاسکتا ہے تو قطعاً لغو بات ہوگی۔ ہمارے دور میں ٹی وی اور ویڈیو ام الخبائث کا درجہ رکھتے ہیں اور یہ سینکڑوں خبائث کا سرچشمہ ہیں۔ اس لئے ٹی وی گھر میں رکھنا، دیکھنا، خریدنا، بیچنا جائز نہیں۔ واللہ اعلم بالصواب۔

ہفت روزہ
ختم نبوۃ

مجلس ادارت

صاحبزادہ مولانا عزیز احمد، مولانا سائیں عبدالمجیب قریشی،
مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا قاضی احسان احمد

جلد:۴۵ ۳۰/ذوالحجہ تا۶/محرم الحرام ۱۴۴۸ھ مطابق ۱۶ تا ۲۲/جون ۲۰۲۶ء شمارہ:۲۳

اس شمارے میں!

واقعۂ کربلا سے متعلق سوالات	۵	محمد اعجاز مصطفیٰ
امیر المومنین سیّدنا حضرت عمر فاروقؓ	۸	مولانا عبدالمنان معاویہ
اسلامی تقویم کا آغاز	۱۲	مولانا ضیاء الدین قاسمی ندوی
مدینہ منورہ کی حاضری (۳)	۱۴	مولانا مفتی خالد محمود
رسول اللہ ﷺ کا بچوں سے تعلق (۲)	۱۷	مولانا محمد ہانی رفیق
موسم گرما سے متعلق شریعت کی تعلیمات	۱۹	مفتی محمد راشد ڈسکوی
خبروں پر ایک نظر	۲۲	ادارہ
دعوتی و تبلیغی اسفار	۲۵	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

سرپرست
حضرت مولانا حافظ محمد ناصر الدین خاکوانی مدظلہ
مولانا سیّد سلیمان یوسف بنوری

مدیر اعلیٰ
مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ
مولانا اللہ وسایا

مدیر
مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

معاون مدیر
عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر
حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ
منظور احمد میؤ ایڈووکیٹ

سرکولیشن مینجر
محمد انور رانا

تزئین و آرائش:
محمد فیصل عرفان خان

بیاد
امیر شریعت مولانا سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر حضرت مولانا سیّد محمد یوسف بنوریؒ
خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ
ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمنؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ
حضرت مولانا سیّد انور حسین نفیس الحسینیؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندرؒ
شہید ختم نبوت حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خانؒ
شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

زرِ تعاون
امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۱۰۰ ڈالر، یورپ، افریقا: ۸۰ ڈالر، سعودی عرب،
متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرقِ وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۷۰ ڈالر
فی شمارہ: ۲۵ روپے، ششماہی: ۶۰۰ روپے، سالانہ: ۱۲۰۰ روپے

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی، فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷ فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi
Ph:32780337, Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶
Hazori Bagh Road Multan
Ph:061-4783486

لندن آفس:
35,Stockwell Green
London, SW9 9HZ U.K
Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمن جالندھری مطبع: القادر پرنٹنگ پریس طابع: سیّد شاہد حسین مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

دورِ نبوت کے تاریخ وار حالات وواقعات

عہدِ نبوت کے ماہ وسال

تالیف: علامہ مخدوم محمد ہاشم سندھی ٹھٹھوی رحمۃ اللہ علیہ ترجمہ: حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید رحمۃ اللہ علیہ

قسط:۱۷۰ فصل:...۸ھ کے واقعات

۱۲۲-اسی سال فتحِ مکہ کے ایام میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خمر وخنزیر، مرداراور مردار کی چربی کی بیع اور کاہن کی شیرینی کو حرام قرار دیا۔

۱۲۳۔اسی سال فتحِ مکہ کے موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ میں سترہ، اٹھارہ یا اُنیس دن قیام کا اتفاق ہوا، اس دوران آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز قصر پڑھتے تھے (کیونکہ پندرہ دن قیام کی نیت نہیں تھی)۔

۱۲۴۔اسی سال جب مکہ فتح ہوا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ لوگ فوج درفوج اسلام میں داخل ہورہے ہیں، تمام عرب اسلام کے زیرِنگیں ہو چکا تھا اور کامل طور پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ”فتحِ مبین“ نصیب ہوئی، حق تعالیٰ شانہٗ نے اپنے دِین اور اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نصرت فرما کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کامل اعزاز بخشا، تا آنکہ مکہ اور اس کے گردوپیش تہامہ اور حجاز میں ایک بھی کافر نہ رہا، بلکہ عام طور سے لوگ مسلمان ہوگئے اور کچھ جزیرۂ عرب سے بھاگ کر دُوسرے علاقوں میں چلے گئے۔

۱۲۵۔اسی سال جب فتحِ مکہ کی تکمیل ہوئی تو شیطان چیخیں مار مار کر رویا، اور جب اس کی ذُرِّیت اس کے گرد جمع ہوئی تو اِبلیس نے کہا کہ آج کے بعد عرب میں شرک داخل کرنے سے تو ہاتھ دھولو، ہاں! ان لوگوں میں نوحہ پھیلاؤ۔

۱۲۶۔فتحِ مکہ کے بعد فاطمہ بنتِ اسود المخزومیہ نے کسی کا زیور چوری کرلیا، اور ایک روایت میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر سے ایک چادر چرالی، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر ”قطعِ ید“ کی سزا جاری کرنے کا حکم فرمایا، اس کا قصہ صحیح بخاری اور دُوسری کتابوں میں مفصل مذکور ہے۔

۱۲۷۔فتحِ مکہ کے بعد اَنصار اہلِ مدینہ آپس میں چہ میگوئیاں کرنے لگے کہ اللہ تعالیٰ نے مکہ مکرّمہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے فتح کردیا، یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا آبائی وطن ہے، یہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا خویش قبیلہ آباد ہے، اس لئے ممکن ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں چھوڑ دیں اور یہیں رہ پڑیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اِطلاع ہوئی تو اَنصار سے فرمایا: ”المحیا محیاکم والمماۃ مماتکم“ یعنی تمہارا ہمارا زندگی اور موت کا ساتھ ہے۔ نیز فرمایا: ”اور لوگوں کی مثال ایسی ہے جیسے باہر کا کپڑا، اور اَنصار کی مثال ایسی ہے جیسے اندر کا کپڑا جو جسم سے ملا رہتا ہے“ نیز فرمایا: ”اَنصار میرے اندرونی اعضاء (کرشی) اور میرے رازدار ہیں (عیبتی)“ نیز فرمایا: ”اگر ہجرت نہ ہوتی تو میں انصار کا ایک فرد ہوتا (یعنی بجائے مہاجرین کے انصار میں شمار ہوتا)، اور فرمایا: ”اگر لوگ ایک وادی یا ایک گھاٹی میں چلیں اور انصار دُوسری وادی یا گھاٹی میں چلیں، تو میں انصار کا ساتھ دُوں گا“ (الحدیث)۔

۱۲۸۔اسی سال کے اوائل میں عاصم بن عمر بن خطاب پیدا ہوئے، یہ حضرت عمر بن عبدالعزیز کے نانا ہیں، ”تذکرۃ القاری“ میں لکھا ہے کہ عاصم کی ولادت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال سے دوبرس قبل ہوئی۔

(جاری ہے)

اداریہ

محمد اعجاز مصطفیٰ

واقعہ کربلا سے متعلق سوالات

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ!

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے سابق امیر، شہیدِ اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ کے علمی وفکری جانشین اور خلیفہ مجاز حضرت مولانا سعید احمد جلال پوری شہیدؒ نے ایک موقع پر واقعۂ کربلا اور اس سے متعلق شبہات کے حل پر ایک قیمتی وعظ ارشاد فرمایا تھا، جس میں آپ نے اہل السنۃ والجماعۃ کا اجماعی مؤقف بڑی صراحت کے ساتھ نقل کر دیا ہے۔ یہ بیان سوشل میڈیا سائٹ یوٹیوب پر موجود ہے، وہیں سے اس کی تلخیص ضبط وترتیب کے ساتھ پیش کی جارہی ہے۔ نیز آخر میں حضرتؒ نے چند سوالوں کے تسلّی بخش جواب ارشاد فرمائے، وہ بھی احاطۂ تحریر میں لائے جارہے ہیں۔

’’حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یزید کی بیعت نہیں کی تھی اور وہ اپنے مؤقف میں صحیح اور سچے تھے، وہ یہ سمجھتے تھے کہ یزید خلافت کا اہل نہیں ہے۔ صرف حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ ہی نے یزید کی بیعت نہیں کی، اور بھی بہت سارے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین تھے، جنہوں نے بیعت نہیں کی تھی۔ حضرت عبداللہ بن عمر، حضرت عبداللہ بن عباس نے بھی بیعت نہیں کی تھی اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے تو باقاعدہ مکہ اور مدینہ پر اپنی خلافت کا اعلان فرمادیا تھا۔ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ بلاشبہ اپنے مؤقف میں سچے تھے۔

حضرت حسین رضی اللہ عنہ سمجھتے تھے کہ ان کا کوفہ جانا صحیح ہے اور وہ اپنے اجتہاد میں بالکل سچے تھے۔ جب کربلا کے مقام پر پہنچے تو تاریخی روایات اور حقائق یہ بتاتے ہیں کہ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا راستہ روکنے کے لیے یزید نے کوفہ پر ابنِ زیاد کو گورنر مقرر کیا اور ابنِ زیاد کو گورنر ہی صرف حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مقابلہ کرنے کے لیے مقرر کیا گیا، اس لیے کہ ابنِ زیاد کی زیادتیاں اور اس کا جبر وتشدد مشہور تھا، اس لیے مقرر کر دیا گیا اور جیسے ہی حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کربلا کے مقام پر پہنچے تو ابنِ زیاد کی فوجوں نے راستہ روک لیا۔ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ رک گئے، اُدھر اُن کی فوجیں، اِدھر اِن کی فوجیں۔ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پیش کش بھی کی کہ میرا راستہ مت روکو، مجھے جانے دو میری منزل مقصود پر، میں تمہارا تعرض نہیں کرتا۔ لیکن وہ نہ مانے، انہوں نے دیکھا کہ اگر یہ کر لیا گیا تو ہمارا مقصد فوت ہوجائے گا اور امت کے درمیان وہ انتشار کی جو پیدا ہونے والی خلیج ہے وہ ختم ہوجائے گی، اس لیے انہوں نے طے کیا کہ کسی انداز سے حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہیں ختم کر دیا جائے۔

چناں چہ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر انہوں نے شب خون مارا اور اُدھر مجبوراً حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دفاع کرنا پڑا، لڑائی شروع ہوگئی اور حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہاں شہید کر دیے گئے۔ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کرانے کے لیے یزید تو درحقیقت عبیداللہ ابن

زیاد کو مقرر کرنے والا تھا اور یزید کا یہ سیاہ کارنامہ ہے کہ اس نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو شہید کروایا یا براہِ راست نہیں شہید کروایا تو اس کے لیے اس نے ایسا جابر حاکم مقرر کر کے گویا اس نے زمین مہیا کی۔

لیکن صرف یہی تو نہیں ہے۔ واقعہ حرہ، جہاں مدینہ منورہ پر اس نے چڑھائی کی اور ہزاروں صحابہؓ کا قتل عام ہوا، مسجد نبوی میں جماعت تک ایک عرصے تک معطل رہی اور بیت اللہ پر سنگ باری کی گئی اور اس کے علاوہ جتنا اس کے سیاہ کارنامے ہیں اور خود اس کی اپنی اخلاقی حالت ہمارے حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید نور اللہ مرقدہ نے ’’آپ کے مسائل اور ان کا حل‘‘ کی پہلی جلد میں بھی لکھی ہے اور اسی طرح ’’گمراہ کن عقائد و نظریات‘‘ میں بھی حدیث مغفور لھم کے تحت لکھی ہے۔ یہ بات دوسری ہے کہ اہل السنۃ والجماعۃ امام ابوحنیفہؒ کے طرز پر لعنت نہیں کرتے یزید پر، اس لیے کہ لعنت اس پر جائز ہے جس کا خاتمہ علی الکفر یقینی معلوم ہو، ظاہر ہے ہمیں نہیں معلوم تو ہمیں اس کا فائدہ کیا ہے؟ یہ بات دوسری ہے لیکن بہر حال اپنی جگہ پر ہے۔

یہ بات ذہن میں بٹھا لینی چاہیے کہ جس طرح حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جب معاملہ آئے تو ہم اہل السنۃ والجماعۃ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اقرب اور احق سمجھتے ہیں اور ایسے ہی جو لوگ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے معاملے میں یزید کو رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں، وہی کہتے ہوں گے، لیکن ہمارے اکابر کی تحقیق اور احادیث کی روشنی میں یزید، رحمۃ اللہ علیہ کہلانے کا مستحق نہیں ہے۔

سوال 1: کچھ روشن خیال قسم کے مسلمان کہتے ہیں کہ یزید کے بارہ میں علمائے دیوبند کا یہ فیصلہ ہے کہ یزید کے بارہ میں کوئی لب کشائی نہ کرے، بالکل خاموش رہے۔ میرا سوال یہ ہے کہ یزید کے بارہ میں ایسا کوئی فتویٰ ہمارے علمائے دیوبند میں سے کسی کا ہے کہ یزید کے بارہ میں بس کچھ بھی نہ کہے آدمی، یزید کا نام سن کر ہی بس آدمی خاموش ہو جائے؟

جواب: محمود احمد عباسی نام کا ایک آدمی کراچی میں تھا جو ناصبیت کا امام تھا، وہ تو اس کے بارہ میں یہی کہتا ہے۔ اس کے علاوہ علمائے دیوبند میں سے کوئی بھی اس کا قائل نہیں ہے کہ اس کے بارہ میں خاموشی اختیار کی جائے۔ یہ جو میں نے عرض کیا کہ لعنت کے معاملے میں فرماتے ہیں، لعنت نہ کی جائے۔ باقی شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ، شاہ عبدالحق محدث دہلویؒ، حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ، حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ، مجدد الف ثانیؒ جب بھی لکھتے ہیں، یزید پلید لکھتے ہیں۔ مجدد صاحب تو یزید بے دولت لکھتے ہیں۔

سوال 2: دو شخصیتیں بنائی گئی ہیں، ایک فرضی حضرت علی کو امام کہتے ہیں اور کہنے والے اس کو بھی کہتے ہیں کہ یہ دو شخصیتیں ہیں۔

جواب: جن لوگوں نے گالیاں دینی ہوتی ہیں وہ اس طرح کے دو دو تصوراتی شخصیت بنا لیتے ہیں (جیسے: مرزا قادیانی ابتدائی دور میں مناظرے کیا کرتا تھا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شان میں گستاخی کرتا تھا۔ اہل علم نے جب اسے تنبیہ کی تو اس نے جواب دیا کہ میں مسلمانوں کے عیسیٰ کے بارے میں نہیں بلکہ عیسائیوں کے عیسیٰ کے خلاف بولتا ہوں۔ مگر بات کہاں تک پہنچی اور انجام کیا ہوا! عیسیٰ علیہ السلام کی شخصیت ایک ہی ہے اور مقدس ہے۔ لوگوں نے جو غلط باتیں ان کی طرف منسوب کی ہوئی ہیں، ان کی تردید کرنی چاہیے۔ جیسے قرآن مجید نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور دوسرے انبیا کرام علیہم السلام کے بارے میں لوگوں کے غلط عقیدوں کی تو تردید کی ہے، اُن شخصیتوں کو تقسیم نہیں کیا۔ یہ سلسلہ چل نکلا تو کل کلاں کوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بلکہ خود اللہ تعالیٰ کے بارے میں ایسی ہی تقریر کرے گا اور کہے گا کہ میں تو فلاں فرقے کے رسول اور فلاں کے خدا کے بارے میں تقریر کر رہا ہوں۔ ناقل)، ورنہ بات دراصل یہ ہے

کہ شخصیت تو ایک ہی ہے، حضرت حسین ہوں یا امام حسین ہوں، حضرت موسیٰ کاظم ہوں یا امام موسیٰ کاظم ہوں، شخصیت ایک ہی ہے۔ اس لیے یہ اپنے دل کو تسلی دینے والی بات ہے، ورنہ بنیادی طور پر ان کا گالی دینا؟ وہ سارے کے سارے ہمارے اکابر ہیں، یہ بات دوسری ہے کہ کوئی آدمی اس کو اپنی طرف منسوب کرتا ہے۔ ہر حال میں ان کو گالی دینا گناہ کبیرہ ہے، جرم ہے، سب سے بڑا جرم ہے۔

میں ایک مثال بیان کرتا ہوں کہ دیکھو! یہ ایسا ہی ہے کہ ایک شخص ایک آدمی کا باپ بھی ہے اور ساتھ کے ساتھ وہ اس کی کمپنی کا منیجر بھی ہے، تو اب کوئی آدمی کہے کہ بحیثیت باپ کے تو میں اس کو گالی نہیں دے سکتا لیکن چونکہ بحیثیت منیجر کے یہ ہمارا منیجر ہے اور ظالم ہے تو یہ گدھا بھی ہے اور یہ خبیث بھی ہے اور یہ احمق بھی ہے۔ تو کیا ایسا کہنا باپ کو جائز ہوگا؟ ذرا اہلِ حق اور اہلِ عقل اس کو خود ہی سوچ لیں۔

سوال3: ہمارے بعض بھائی ہیں، ان کا کہنا یہ ہے کہ کربلا کا واقعہ ہوا ہی نہیں تھا۔

جواب: آپ کے سوال کا بہت آسان اور سادہ سا جواب ہے، اس کی مثال تو ایسی ہے جیسے کوئی کہے کہ 1971ء کی جنگ ہوئی ہی نہیں تھی۔ اب آپ بتائیے کہ ایک آدمی ایسی بدیہات کا اور ایسی کھلی باتوں کا انکار کرتا ہے تو جو آدمی جانتے ہیں اور جنہوں نے اس کو مشاہداتی طور پر دیکھا ہے اور تاریخ میں اس کو محفوظ رکھا ہے، وہ کیا کہیں گے ان کے بارہ میں؟ اس لیے دیکھیے: ہر آدمی کے سامنے دو طرح کی چیزیں ہوتی ہیں، بعض وہ ہوتی ہیں جو اس کے مزاج کے مطابق ہوتی ہیں اور بعض بالکل مزاج کے خلاف ہوتی ہیں، تو اس کا یہ معنی تو نہیں ہے کہ جو اس کے مزاج کے مطابق ہیں، ان کو تو مان لے اور جو اس کے مزاج کے مطابق نہیں ہیں، ان کو نہیں مانے۔ اسلام سکھاتا یہی ہے کہ جو چیز آپ کے سامنے بیان کی جائے، اسے تسلیم کریں اور حقائق کا انکار نہ کیا جائے، بس۔

سوال4: خارجی اور رافضی میں کوئی فرق ہے؟ اس پر روشنی ڈالیے۔

جواب: رافضی، رفض سے ہے۔ جنہوں نے حضرات صحابہ کرام کو چھوڑ دیا، حضرات صحابہ کرام کو تبرّا کرنے والے رافضی کہلاتے ہیں۔ اور خارجی وہ ہیں جو نعوذ باللہ! حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خارج عن الاسلام سمجھتے ہیں، ان کی مخالفت کرتے ہیں۔ وہ جو تحکیم کا مسئلہ ہوا تھا، حضرت معاویہ اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے درمیان جنگ کے موقع پر اور حضرت ابوموسیٰ اشعری اور حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما دونوں کی جانب سے حکم بنے تھے اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس فیصلے کو قبول فرمالیا تھا تو اس پر جو خارجی تھے، انہوں نے کہا کہ نعوذ باللہ! حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے غیر اللہ کا فیصلہ مان لیا ہے تو یہ اسلام سے خارج ہو گئے، اسی کے نتیجے میں خارجیوں ہی نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کیا تھا۔‘‘

وصلی اللّٰہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہٖ سیدنا محمد و علیٰ آلہٖ و صحبہٖ اجمعین!

امیر المومنین سیّدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ

مولانا عبدالمنان معاویہ

تاریخِ عالم نے ہزاروں جرنیل پیدا کیے، لیکن دنیا جہاں کے فاتحین سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے سامنے طفلِ مکتب لگتے ہیں اور دنیا کے اہلِ انصاف سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی عدل پروری کو دیکھ کر جی کھول کر اُن کی تعریف میں رطب اللسان ہیں۔

امیرِ شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ نے ایک سوال کے جواب میں فرمایا تھا کہ: ’’عمر (رضی اللہ عنہ) مرادِ رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) ہے۔‘‘ یعنی دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مُریدِ رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) ہیں اور عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ مرادِ رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) ہیں۔ ایک عالم نے کیا خوب کہا کہ: ’’عمرؓ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے عطائے خداوندی تھے۔‘‘ ان کے علاوہ اور بھی بہت سے علمائے اسلام، حکمائے اسلام اور مستشرقین نے اپنے اپنے لفظوں میں بارگاہِ فاروقی میں عقیدت کے پھول نچھاور کیے ہیں۔

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا شمار مکہ مکرمہ کے چند پڑھے لکھوں میں ہوتا تھا، لیکن وہ بھی اسی عرب معاشرے کا حصہ تھے، جہاں پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کو قبل از نبوت صادق و امین کہا جاتا تھا اور بعد از اعلانِ نبوت نعوذ باللہ! ساحر، شاعر، کاہن، اور نجانے کیا کیا کہا گیا۔

اہلِ مکہ کے جبر وستم بہت بڑھ چکے تھے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سرِ عام تبلیغ تو درکنار، عبادت بھی نہیں کر سکتے تھے، چھپ کر دین اسلام کی تبلیغ وعبادت کی جاتی تھی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تعداد اس وقت اُنتالیس تھی۔

ایک رات بیت اللہ کے سامنے عبادت کرتے ہوئے پیغمبرِ اسلام صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پروردگار سے عجیب دعا کی، مانگی بھی تو عجب شئے مانگی۔ کسی کے وہم وگمان میں نہیں تھا کہ دعا میں یہ بھی مانگا جاتا ہے، اسلام کی بڑھوتری کی دعا کی جاتی، اہلِ مکہ کے ایمان لانے کی دعا کی جاتی، دنیائے عالم میں اسلام کی اشاعت کی دعا کی جاتی یا اہل مکہ کے ظلم وستم کی بندش کے لیے ہاتھ اُٹھائے جاتے، لیکن میرے عظیم پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی کہ: ’’اے اللہ! عمرو ابن ہشام اور عمر بن خطاب میں سے کسی کو اسلام کی عزت کا ذریعہ بنا۔‘‘

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ مکرمہ میں دو لوگوں کو نامزد کیا اور فیصلہ خدائے علام الغیوب پر چھوڑ دیا کہ اللہ! ان دونوں میں سے جو تجھے پسند ہو وہ دے دے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے پیغمبرِ اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کو شرفِ قبولیت سے نوازا اور اسباب کی دنیا میں سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کا سبب یہ بنا کہ ایک روز تیغِ برہنہ لیے جا رہے تھے، راستہ میں بنو زہرہ سے تعلق رکھنے والا ایک شخص ملا، جس نے پوچھا کہ عمر! خیریت! کہاں کا ارادہ ہے؟ کہنے لگے: محمد کو قتل کرنے جا رہا ہوں، اس نے نئے دین کا اعلان کر کے مکہ والوں میں تفریق کر دی ہے، کیوں نہ اس قصہ کو ہی ختم کر دوں۔ بنو زہرہ سے تعلق رکھنے والے شخص نے کہا کہ: عمر! اگر تم نے ایسا کیا تو کیا ’’بنو ہاشم وبنو زہرہ‘‘ تم سے انتقام نہیں لیں گے؟ کہنے لگے: لگتا ہے کہ تم بھی اس نئے دین میں شامل ہو چکے ہو، انہوں نے کہا کہ پھر پہلے اپنے گھر کی خبر تو لو، تمہاری بہن و بہنوئی مسلمان ہو چکے ہیں۔

جلال میں نکلنے والا عمر سیدھا بہن کے گھر پہنچتا ہے، یہاں سیدنا خباب بن الارت رضی اللہ عنہ ان کے بہنوئی و بہن کو سورۂ طٰہٰ پڑھا رہے تھے، باہر سے آواز سنی اور دروازہ پر دستک دی، اندر سے پوچھا گیا کون؟ عمر! نام سنتے ہی سیدنا خبابؓ چھپ گئے، عمر نے آتے ہی پوچھا: تم لوگ کیا پڑھ رہے تھے؟ انہوں نے بات ٹالتے ہوئے کہا کہ: ہم آپس میں باتیں کر رہے تھے، کہنے لگے: میں نے سنا ہے تم نئے دین میں شامل ہو گئے ہو؟ بہنوئی نے

کہا کہ: عمر! وہ دین تیرے دین سے بہتر ہے، توجس دین پر ہے یہ گمراہ راستہ ہے، بس سننا تھا کہ بہنوئی کو دے مارا زمین پر، بہن چھڑانے آئی تو اتنی زور سے اس کے چہرے پر طمانچہ رسید کیا کہ ان کے چہرے سے خون نکل آیا، بہن کے چہرے پہ خون دیکھ کر غصہ ٹھنڈا ہوا اور بہنوئی کو چھوڑ کر الگ ہو بیٹھے اور کہنے لگے کہ: اچھا! لاؤ، دکھاؤ، تم لوگ کیا پڑھ رہے تھے؟ بہن نے کہا کہ: تم ابھی اس کلام کے آداب سے ناواقف ہو، اس کلامِ مقدس کے آداب ہیں، پہلے تم وضو کرو، پھر دکھاؤں گی، انہوں نے وضو کیا اور سورۂ طٰہٰ پڑھنی شروع کی، یہ پڑھتے جارہے تھے اور کلامِ الٰہی کی تاثیر قلب کو متاثر کیے جارہی تھی۔ خباب بن ارت رضی اللہ عنہ یہ منظر دیکھ کر باہر نکل آئے اور کہنے لگے: عمرؓ! کل رات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بارگاہِ خداوندی میں دعا کی تھی کہ:

’’اللّٰھمّ أعزّ الإسلام بأحد الرجلین إمّا ابن ھشام وإمّا عمر بن الخطاب‘‘

اور ایک دوسری روایت میں الفاظ کچھ اس طرح سے ہیں کہ:

’’اللّٰھم أید الاسلام بأبي الحکم بن ھشام وبعمر بن الخطاب۔‘‘

اے اللہ! عمرو بن ہشام یا عمر بن خطاب میں سے کسی کو اسلام کی عزت کا ذریعہ بنا، یا ان میں سے کسی ایک کے ذریعے اسلام کی تائید فرما۔‘‘

اے عمر! میرے دل نے گواہی دی تھی کہ یہ دعائے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم عمر بن خطاب کے حق میں پوری ہوگی۔ اسی طرح کی ایک روایت سیدنا سعید بن مسیب رحمہ اللہ سے مروی ہے، وہ فرماتے ہیں کہ:

’’کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم إذا رأی عمر بن الخطاب أو أبا جھل بن ھشام قال: اللّٰھم اشدد دینک بأحبھما إلیک‘‘

یعنی جب کبھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عمر بن خطاب یا ابوجہل کو دیکھتے تو رب العزت کے حضور دستِ دعا دراز کرتے ہوئے فرماتے: اے اللہ! ان دونوں میں سے جو تیرے نزدیک زیادہ پسندیدہ ہے، اس سے اپنے دین کو قوت عطا فرما۔ (طبقات ابن سعد)

سیدنا خباب بن ارت رضی اللہ عنہ سے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کہنے لگے کہ: اچھا! تو مجھے بتاؤ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہاں ہیں؟ میں ان سے ملنا چاہتا ہوں، انہوں نے بتایا کہ: صفا پہاڑی پر واقع ارقم رضی اللہ عنہ کے مکان میں قیام پذیر ہیں۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ چل پڑے، دَرّے پر مقیم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جب دیکھا کہ عمر آرہا ہے اور ہاتھ میں ننگی تلوار ہے، تو گھبرائے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا، وہیں اسد اللہ ورسولہ سیدنا حمزہ بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ بھی تھے، وہ فرمانے لگے: آنے دو، اگر ارادہ نیک ہے تو خیر ہے اور اگر ارادہ صحیح نہیں تو میں اس کی تلوار سے اس کا کام تمام کردوں گا۔

جب سیدنا عمر رضی اللہ عنہ وہاں پہنچے تو پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم پر نزولِ وحی جاری تھا، چند لمحوں بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرؓ سے فرمایا: ’’اے عمر! تم کس چیز کا انتظار کر رہے ہو؟ کیا ابھی وقت نہیں آیا کہ تم اسلام قبول کرو؟!۔‘‘ بس یہ سننا تھا کہ فوراً کلمۂ شہادت پڑھتے ہوئے دائرہ اسلام میں داخل ہوگئے۔ اصحابِ رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کی خوشی میں اس زور سے نعرۂ تکبیر بلند کیا کہ صحنِ کعبہ میں بیٹھے ہوئے کفار ومشرکین نے بھی سنا اور اس نعرے کی آواز سے وادیِ مکہ گونج اُٹھی۔ پھر نبی رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے سینۂ مبارک پر دستِ اقدس رکھا اور دعا فرمائی:

’’اَللّٰھُمَّ اخْرُجْ مَافِيْ صَدْرِہٖ مِنْ غِلٍّ وَأَیِّدْلَہٗ إِیْمَانًا۔‘‘

’’یا اللہ! اس کے سینے میں جو کچھ میل کچیل ہو وہ دور کردے اور اس کے بدلے ایمان سے اس کا سینہ بھردے۔‘‘

(مستدرک للحاکم)

قبولِ اسلام کے وقت بعض مؤرخین کے نزدیک آپ کی عمر تیس سال تھی اور بعض کہتے ہیں کہ عمر چھبیس سال تھی۔ مصر کے ایک بہت بڑے عالم مفسرِ قرآن جناب علامہ طنطاویؒ نے عجیب جملہ کہا ہے کہ: ’’حقیقت یہ ہے کہ عمرؓ اسی گھڑی پیدا ہوئے اور یہیں سے ان کی تاریخی زندگی کا آغاز ہوا۔‘‘

مفسرِ قرآن سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

’’قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: لما أسلم أتاني جبرائیل، فقال: استبشر أھل السماء بإسلام عمر رضي الله عنه‘‘

یعنی حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا کہ: ’’جبرئیلؑ میرے پاس آئے اور کہا کہ: آسمان والے عمرؓ کے قبولِ اسلام پر خوشیاں منارہے ہیں۔‘‘
(مستدرک للحاکم وطبقات ابن سعد)

چند ہی لمحوں بعد سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ: اے اللہ کے نبی! کیا ہم حق پر نہیں ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اثبات میں جواب دیا، تو فرمانے لگے کہ: پھر چھپ کر عبادت کیوں کریں؟ چلیے خانہ کعبہ میں چل کر عبادت کرتے ہیں، میں قربان جاؤں اپنے آقا ومولا صلی اللہ علیہ وسلم پر کہ انہوں نے ایسے ہی عمرؓ کو نہیں مانگا تھا، بلکہ دوررس نگاہِ نبوت دیکھ رہی تھی کہ اسلام کو عزت وشوکت عمرؓ کے آنے سے ہی نصیب ہوگی۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو دو صفوں میں تقسیم کیا: ایک صف کے آگے اسد اللہ ورسولہ سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ چل رہے تھے اور دوسری صف کے آگے مرادِ رسولؐ، پیغمبرِ اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے عطائے خداوندی یعنی سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ چل رہے تھے۔ مسلمان جب خانہ کعبہ میں داخل ہوئے تو کفارِ مکہ نے دیکھا، نظر پڑی حمزہؓ پر اور عمرؓ پر تو بڑے غمگین ہوئے، لیکن کس میں جراٴت تھی کہ کوئی بولتا؟! اس دن سے مسلمانوں کے لیے تبلیغِ دین میں آسانی پیدا ہوئی اور یہی وہ دن تھا جب اللہ کے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ:

’’إن اللہ جعل الحق علی لسان عمر رضی اللہ عنہ وقلبہ وھو الفاروق فرّق اللہ بہ بین الحق والباطل۔‘‘

’’اللہ تعالیٰ نے سچ کو عمرؓ کے قلب و لسان پر جاری کردیا اور وہ فاروق ہے، اللہ تعالیٰ نے اس کے ذریعہ حق وباطل میں فرق کر دیا ہے۔‘‘ (طبقات ابن سعد)

جناب سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: ’’واللہ ما استطعنا أن نصلّي عندالکعبۃ ظاھرین حتی أسلم عمر رضی اللہ عنہ‘‘ (مستدرک للحاکم)

’’اللہ کی قسم! ہم کعبہ کے پاس کھلے بندوں نماز نہیں پڑھ سکتے تھے، یہاں تک کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اسلام لائے۔‘‘

اسی طرح حضرت صہیب بن سنان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: جب عمر رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا تو اسلام کو غلبہ نصیب ہوا، اور ہم کھلے بندوں اسلام کی دعوت دینے لگے اور ہم حلقہ بنا کر بیت اللہ میں بیٹھتے تھے، ہم بیت اللہ کا طواف کرنے لگے اور اب ہم پر اگر کوئی زیادتی کرتا تو ہم اس سے بدلہ لیتے تھے۔

کچھ اسی قسم کے تأثرات فقیہ الامت سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے بھی ہیں، وہ فرماتے ہیں کہ: ’’عمرؓ کا اسلام قبول کرنا ہماری کھلی فتح تھی، اور عمرؓ کا ہجرت کرنا ہمارے لیے اللہ تعالیٰ کی نصرتِ خاص تھی، اور آپؓ کی خلافت تو ہمارے لیے سراپا رحمت تھی، میں نے وہ دن بھی دیکھے ہیں جب ہم بیت اللہ کے قریب بھی نماز ادا نہیں کرسکتے تھے، لیکن جب عمر رضی اللہ عنہ اسلام لائے تو آپؓ نے کفار سے مقابلہ کیا، یہاں تک کہ وہ ہمیں نماز پڑھنے دینے لگے۔ (طبقات ابن سعد)

سیدنا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شانِ رفیعہ میں چند فرامینِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم پیش کرتا ہوں۔

۱:- نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ: ’’اے ابن خطاب! اس ذات پاک کی قسم! جس کے دست قدرت میں میری جان ہے، جس راستے پہ آپ کو چلتا ہوا شیطان پالیتا ہے وہ اس راستہ سے ہٹ جاتا ہے، وہ راستہ چھوڑ کر دوسرا راستہ اختیار کرتا ہے۔‘‘ (صحیح بخاری)

۲:- صحیح بخاری میں روایت ہے کہ: ’’حضور پاک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے حالتِ خواب میں دودھ پیا، یہاں تک کہ میں اس سے سیر ہوگیا اور اس کی سیرابی کے آثار میرے ناخنوں میں نمایاں ہونے لگے، پھر میں نے وہ دودھ عمرؓ کو دے دیا، اصحابِ رسولؓ نے پوچھا: یارسول اللہ! اس خواب کی تعبیر کیا ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’علم۔‘‘

۳:- اسی طرح امام بخاریؒ نے ایک اور روایت بھی اپنی صحیح میں درج کی ہے کہ: ’’سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ: میں نیند میں تھا، میں نے لوگوں کو دیکھا کہ وہ میرے سامنے پیش کیے جارہے ہیں اور انہوں نے قمیصیں پہنی ہوئی ہیں، کسی کی قمیص سینے تک اور کسی کی اس سے نیچے تک، اور پھر عمرؓ کو پیش کیا گیا، انہوں نے ایسی لمبی وکھلی قمیص پہنی ہوئی تھی کہ وہ زمین پر گھسٹتی جارہی تھی، اصحابِ رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) نے عرض کیا کہ: یارسول اللہ! اس خواب کی تعبیر کیا ہے؟

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’دین۔‘‘

۴:- اسی طرح بڑی ہی مشہور و معروف حدیث نبوی ہے کہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر ہوتا۔‘‘ یعنی اگر سلسلۂ نبوت جاری رہتا تو سیدنا حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی منصبِ نبوت سے سرفراز کیے جاتے۔

۵:- ایک حدیثِ مبارکہ میں ہے کہ: ’’رسول مکرم و معظم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: تم سے پہلے جو اُمم گزری ہیں ان میں مُحدَث ہوا کرتے تھے اور میری امت میں اگر کوئی مُحدَث ہے تو وہ عمرؓ ہے۔‘‘

اسی حدیث مبارکہ میں لفظ ’’مُحدَث‘‘ کی تشریح میں صاحب فتح الباری علامہ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ یوں تحریر فرماتے ہیں کہ: ’’المُحدَث المُلهَم وهو من ألقي في روعه شيء من قبل الملاء الأعلىٰ ومن يجري الصواب علىٰ لسانه بغير قصد۔‘‘

یعنی ’’محدث وہ ہے جس کی طرف اللہ کی طرف سے الہام کیا جائے، ملاء اعلیٰ سے اس کے دل میں القاء کیا جائے اور بغیر کسی ارادہ وقصد کے جس کی زبان پر حق جاری کر دیا جائے۔‘‘ یعنی اس کی زبان سے حق بات ہی نکلے۔

۶:- ایک بار سیدنا عمر رضی اللہ عنہ شفیع اعظم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور عمرہ کی اجازت طلب کی تو نبی مکرم و معظم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’يا أخي أشركنا في صالح دعاءك ولا تنسنا‘‘

’’اے میرے بھائی! اپنی نیک دعاؤں میں ہمیں بھی شریک کرنا اور بھول نہ جانا۔‘‘

۷:- بخاری شریف میں سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث ہے کہ: ’’ایک دفعہ حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم اُحد کے پہاڑ پر تشریف لے گئے، ہمراہ ابوبکرؓ، عمرؓ اور عثمانؓ بھی تھے، اُحد کا پہاڑ لرزنے لگا تو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا قدم مبارک اُحد پر مارتے ہوئے فرمایا: ’’اے اُحد! ٹھہر جا، تجھ پر اس وقت نبی، صدیق، دو شہید کے علاوہ اور کوئی نہیں۔‘‘ اس کے بعد سیدنا عمر رضی اللہ عنہ دعا فرمایا کرتے تھے کہ: ’’اللّٰهم ارزقني شهادة في سبيلك وموتا في بلد حبيبك۔‘‘

’’اے اللہ! مجھے اپنی راہ میں شہادت کی موت دینا اور موت آئے تو تیرے حبیب (صلی اللہ علیہ وسلم) کے شہر میں آئے۔‘‘

آخری ایامِ حیات میں آپؓ نے خواب دیکھا کہ ایک سرخ مرغ نے آپؓ کے شکم مبارک میں تین چونچیں ماریں، آپؓ نے یہ خواب لوگوں سے بیان کیا اور فرمایا کہ میری موت کا وقت قریب ہے۔ اس کے بعد یہ ہوا کہ ایک روز اپنے معمول کے مطابق بہت سویرے نماز کے لیے مسجد میں تشریف لے گئے، اس وقت ایک درّہ آپ کے ہاتھ میں ہوتا تھا اور سونے والے کو اپنے درّہ سے جگاتے تھے، مسجد میں پہنچ کر نمازیوں کی صفیں درست کرنے کا حکم دیتے، اس کے بعد نماز شروع فرماتے اور نماز میں بڑی بڑی سورتیں پڑھتے۔ اس روز بھی آپؓ نے ایسا ہی کیا، نماز ویسے ہی آپؓ نے شروع کی تھی، صرف تکبیر تحریمہ کہنے پائے تھے کہ ایک مجوسی کافر ابولؤلؤ (فیروز) جو حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ کا غلام تھا، ایک زہر آلود خنجر لیے ہوئے مسجد کی محراب میں چھپا ہوا بیٹھا تھا، اس نے آپؓ کے شکم مبارک میں تین زخم کاری اس خنجر سے لگائے، آپؓ بے ہوش ہو کر گر گئے اور حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے آگے بڑھ کر بجائے آپؓ کی امامت کے مختصر نماز پڑھ کر سلام پھیرا، ابولؤلؤ نے چاہا کہ کسی طرح مسجد سے باہر نکل کر بھاگ جائے، مگر نمازیوں کی صفیں مثل دیوار کے حائل تھیں، اس سے نکل جانا آسان نہ تھا، اس نے اور صحابیوںؓ کو بھی زخمی کرنا شروع کر دیا، تیرہ صحابی زخمی، جن میں سے سات جاں بر نہ ہو سکے، اتنے میں نماز ختم ہوگئی اور ابولؤلؤ پکڑ لیا گیا، جب اس نے دیکھا کہ میں گرفتار ہو گیا تو اسی خنجر سے اس نے اپنے آپ کو ہلاک کر دیا۔

(خلفائے راشدینؓ، از لکھنویؒ)

بالآخر آپ کی دعائے شہادت کو حق تعالیٰ نے قبول فرمایا اور دیارِ حبیب صلی اللہ علیہ وسلم میں بلکہ مُصلائے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) پر آپ کو ۲۷ ذوالحجہ بروز چہار شنبہ (بدھ) زخمی کیا گیا اور یکم محرم بروز یک شنبہ (اتوار) آپ رضی اللہ عنہ نے شہادت پائی۔ شہادت کے وقت آپ کی عمر مبارک تریسٹھ برس تھی، حضرت صہیب رضی اللہ عنہ نے نماز جنازہ پڑھائی اور خاص روضۂ نبوی میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پہلو میں آپؓ کی قبر بنائی گئی۔

رضي الله تعالىٰ عنه وأرضاه

۞۞.........۞۞

اسلامی تقویم کا آغاز

مولانا ضیاءالدین قاسمی ندوی

اسلامی تقویم کا آغاز محرم الحرام سے ہوتا ہے جو کہ اسی فطری نظام کائنات کے تحت جیسا کہ خالق کائنات نے مقرر فرمایا ہے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا ہے!

”اِنَّ عدۃ الشھور عند اللہ اثنیٰ عشر شھرا فی کتاب اللہ یوم خلق السمٰوٰت والأرض منھا اربعۃ حُرُمٌ ذٰلک الدین القیم۔“ (سورہ توبہ)

ترجمہ: ”یقیناً مہینوں کی تعداد تو اللہ کے نزدیک بارہ ہے اللہ کی کتاب (لوح محفوظ) میں جس دن کہ پیدا کیا آسمانوں اور زمین کو اور ان میں چار حرمت والے مہینے ہیں یہی سیدھا درست دین ہے۔“

ان بارہ مہینوں کی ترتیب محرم سے شروع ہوکر ذی الحجہ پر ختم ہوتی تھی اور چار مہینے محرم، رجب، ذیقعدہ اور ذی الحجہ اشہر حرم تھے جن میں قتل وقتال جائز نہیں تھا۔ اہلِ عرب ان چاروں مہینوں کی حرمت کا لحاظ وپاس کرتے تھے حالانکہ ریگستان عرب کے بدووں اور بادیہ نشیں قبائل کی معیشت وزندگی کا دارومدار عام طور پر لوٹ مار پر تھا قافلوں اور مسافروں کو لوٹنا ان کا مشغلہ تھا بلکہ روزی روٹی کے حصول کے لئے ایک قبیلہ دوسرے قبیلہ پر حملہ آور ہوتا رہتا تھا اسی وجہ سے عرب کی سرزمین پر خون خرابہ قتل وقتال اور غارت گری کا ایک چلن تھا جو قبیلہ زیادہ جنگجو ہوتا تھا اس کی عظمت وشوکت تسلیم کی جاتی تھی مگر یہ تمام خون خرابے لوٹ پاٹ اشہر حرم میں موقوف کردیئے جاتے تھے۔

اہلِ عرب اگرچہ چار کے عدد کا لحاظ کرتے تھے مگر قدرتی ترتیب کا پاس نہیں کرتے تھے چونکہ ذیقعدہ، ذی الحجہ اور محرم تین مہینے پے درپے حرمت والے ممنوع القتال پڑتے تھے اس سہ ماہی وقفہ میں اکثر ان کے خوردونوش کا سامان ختم ہوجاتا تھا خاص کر صحرا وجنگل میں بسنے والے منتشر بدووں کے قبائل جن کا پیشہ ہی لوٹ مار تھا پھر وہ قبائل عرب بھی پریشان رہتے تھے جن کی عادت ہی دوسرے قبیلوں سے جنگ تھی۔ لہٰذا ان سب نے یہ ترکیب نکالی کہ حرمت والے مہینوں میں تقدیم وتاخیر کرنے لگے محرم کو موخر کردیتے تھے اس سال پہلے صفر ہوگا اس کے بعد محرم کبھی ذی الحجہ وذیقعدہ وغیرہ کو ختم کرکے کوئی اور مہینہ بنادیتے تھے تاکہ لوٹ مار آسان وحلال ہو جائے اسی کو قرآن پاک نے ”اِنَّمَا النَّسِیْٓءُ زِیَادَۃٌ فِی الکفر“ سے تعبیر کیا ہے۔

صاحب تفسیر جلالین ”انما النسی“ کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

”ای التاخیرُ لحرمۃِ شھرٍ الی آخر کما کانت الجاھلیۃ تفعلہ من تاخیر حرمۃ المحرم اذا اھل وھم فی القتال الی صفر۔“

یعنی ایک مہینہ کی حرمت کو دوسرے مہینہ کی طرف موخر کردینا جیسا کہ دور جاہلیت کے لوگ محرم کی حرمت کو چاند دیکھنے کے صفر تک موخر کردیتے تھے اس وقت جب کہ وہ جنگ کررہے ہوتے تھے اور ابھی ختم کرنے کے موڈ میں نہیں ہوتے تھے۔

اسی کو شرح المواہب کے مولف نے اپنی اس عبارت میں نقل کیا ہے:

”ذلک انّھم کانوا یستحلون القتال فی المحرم لطول مدۃ التحریم بتوالی ثلاثۃِ اشھرٍ ثم یحرمون صفر مکانہ۔“ (از حاشیہ جلالین)

اس لئے کہ عرب والے محرم میں قتال کو حلال کرلیتے تھے۔ تحریم کی مدت کی طوالت کے پیش نظر پے درپے تین مہینوں کے آنے سے پھر اس کی جگہ صفر کو حرام کرلیتے تھے۔

اس تقدیم وتاخیر کے سبب ازل سے جو قدرتی ترتیب قائم چلی آرہی تھی بگڑ گئی تھی جس سال اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حج الوداع فرمایا تو آپ نے اپنے خطبہ میں پوچھا تھا کہ یہ کون سا دن اور کون سا مہینہ ہے صحابہ کرامؓ خاموش رہے کہ شاید کوئی تبدیلی کا اعلان ہوگا لیکن جب آنحضور نے کہا یہ یوم نحر نہیں تو صحابہ نے عرض کیا بے شک پھر آپ نے فرمایا کیا یہ ماہ ذی الحجہ نہیں ہے تو صحابہ نے عرض کیا بے شک اس کے بعد رسول خدا نے

اپنا تاریخی جملہ ارشاد فرمایا کہ: ''اِنَّ الزمان استدار کھیئۃ یوم خلق السمٰوات والأرض۔'' (خطبہ حج ﷺ الوداع)

یقیناً زمانہ گھوم پھر کر اسی فطری ترتیب پر آ گیا ہے جیسا کہ اللہ نے آسمان وزمین کی تخلیق کے دن ہیئت وترتیب رکھی تھی۔

لہٰذا اسلام کے بعد قیامت تک یہی ترتیب رہے گی اور اسی ترتیب سے محرم الحرام اسلامی کلینڈر کا پہلا مہینہ ہے اسی نئے سال کا ہم والہانہ استقبال کر رہے ہیں یہ سال نو اللہ کرے کہ امت محمدیہ کی سربلندی اور دینی بیداری کا سال ہو۔

اسلامی کلینڈر کا آغاز ہجری سے کیوں؟

عیسوی شمسی سال کے برعکس اسلامی قمری سال کا آغاز ولادت النبی کے بجائے ہجرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کرنے میں زبردست حکمت و مصلحت ہے جب امیرالمومنین سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے سامنے اسلامی تقویم کا معاملہ آیا اور اسلامی سال شروع کرنے کی ضرورت محسوس ہوئی تو آپ نے ہجرت کو معیار بنایا اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کی مکی زندگی، تعذیب وتکلیف ابتلاء و آزمائش، نفرت و عداوت، تعصب ومنافرت سے دوچار ہونے مصائب و آلام، شدائد ومحن کا سامنے کرنے میں گزری ہے قدم قدم پر مخالفت ومعاندت ہوتی تھی، ظلم وستم اور جبر واستبداد کے پہاڑ توڑے جاتے تھے فتنہ انگیزیاں اور بہتان تراشیاں ہوتی تھیں، اسلام کے چراغ کو گل کرنے کی سازشیں، آفتاب رسالت کو معدوم کرنے کے منصوبے بنائے جاتے تھے تیرہ سال تک جس قسم کے ہولناک مظالم کا سامنا فداکارانِ محمد اور مظلومانِ اسلام نے کیا اس کو پڑھ کر، سن کر دل لرزنے لگتا ہے۔ زندگی کیا تھی بس درندوں، وحشیوں کے درمیان انسانیت، شرافت، عزت پس رہی تھی جب قوت برداشت نہ رہی، پیمانہ صبر چھلکنے پر آمادہ تھا اور پائے استقامت میں تزلزل کا خطرہ پیدا ہو گیا تو اللہ رب العزت نے مکہ چھوڑ کر دوسرے شہر مدینہ کی طرف ہجرت کا حکم دیدیا، اہلِ ایمان نے اللہ ورسول کے سرمایہ کو بچانے کے لئے دولت وثروت اور جاگیر و جائداد مادی سرمایہ جوش وشوق سے چھوڑنا گوارہ کر کے اپنی ایمانی صلابت اور اللہ ورسول سے سچی محبت کا ثبوت دیا، ہجرت کے بعد مدنی زندگی شروع ہوتی ہے جو انصار مدینہ کی مہاجرین و اسلام کی قدم قدم پر نصرت و اعانت اور حق کے لئے ایثار وقربانی سے عبارت ہے، دنیا نے مکہ میں اپنوں کی ستم ظریفیاں اور دشمنیاں دیکھی تھیں تو مدینہ میں غیروں کی محبتیں والفتیں بھی دیکھ رہے تھے۔

مکہ میں تکذیب وتضحیک تھی تو مدینہ میں تصدیق وتقریب بھی، مکہ میں نفرت وعداوت تھی تو مدینہ میں محبت و اخوت تھی، مکہ میں بندش ورکاوٹ تھی تو مدینہ میں آزادی عمل اور حریت تبلیغ تھی۔ مکہ میں بائیکاٹ وقطع رحمی تھی تو مدینہ میں جوڑنا اور صلہ رحمی تھی۔ مکہ میں شعلہ باری تھی تو مدینہ میں گل پاشی تھی۔ مکہ سے اخراج تھا تو مدینہ میں والہانہ استقبال ہو رہا تھا۔ گویا ہجرت النبی اسلام کی نشر و اشاعت اور دین کی دعوت وتبلیغ کا مرکز اولین تھا، مسلمانوں کے اتحاد وملت اور اتفاق امت کا محور تھا، یہیں سے اسلام کی دعوت کا پرچم بلند ہونا شروع ہوا اور مسلمانوں میں شوکت کے دور کا آغاز ہوا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ سچے پکے مخلص اصحاب ملے جنہوں نے اپنی جانیں قربان کر کے بانی اسلام کی حفاظت فرمائی، آپ کے ادنیٰ سے اشارے پر فخر وناز سے اپنی گردنیں کٹوائیں، آپ کی محبت میں اولاد واقارب کی محبت کو قربان کر دیا پھر بھی کہا: ''حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا'' اسی لئے تو آقا مدنی فداہ اُبی و امی صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار مدینہ کی ناز برداری فرمائی ہے ان کے حق میں خیر و برکت کی دعائیں دیں اور خلفاء راشدین سے فرمایا ہے کہ انصار سے اگر کہیں لغزش بھی ہو جائے تو مواخذہ مت کرنا اس لئے کہ انہوں نے میری اور اسلام کی اس وقت مدد کی تھی جب کہ اپنوں نے نکال دیا تھا۔ آپ نے یہ تاریخی جملہ انصار کے لئے ارشاد فرمایا: ''لولا الھجرۃ لکنتُ امرأ من الانصار الانصارُ شعارٌ والناسُ دثارٌ'' کہ اگر ہجرت مقدر نہ ہوتی تو میں انصار مدینہ کا ہی ایک فرد ہوتا۔ انصار شعار یعنی اصل میں اور تمام لوگ دثار یعنی وقتی ساتھ والے ہیں۔

یہی وہ حکمتیں ومصلحتیں ہیں جن کے باعث ہجرت کو معیار بنایا گیا کہ اس سے اسلامی عظمت کا آغاز ہوتا ہے اسلامی اتحاد کی ابتدا ہوتی ہے اور اسلامی اخوت ومساوات کی شروعات ہوتی ہے۔

(باقی صفحہ 26 پر)

مدینہ منورہ کی حاضری اور درود وسلام کی فضیلت

تربیتی بیان:... مولانا مفتی خالد محمود مدظلہ (۳) ضبط وترتیب:.... حافظ محمد صہیب اعجاز

اس کے بعد آپ مدینہ منورہ میں جتنا بھی قیام ہو، مسجدِ نبوی میں باقاعدہ جماعت کے ساتھ پابندی کے ساتھ نماز پڑھیں، ایک بات یہ بھی بتادوں کہ سلام پیش کرنے کے لیے کوئی وقت متعین نہیں ہے، مسجد 24 گھنٹے کھلی ہوتی ہے، رات کو بھی آپ جاسکتے ہیں۔ ہاں البتہ رش کی وجہ سے وہ نماز سے آدھا گھنٹہ پہلے، کبھی 20 منٹ پہلے، جیسے وہ دیکھتے ہیں رش تو وہ راستہ بند کر دیتے ہیں، لیکن اس کے علاوہ ویسے 24 گھنٹے کسی وقت بھی جاسکتے ہیں اور سلام پیش کرنے کے لیے کوئی ایپ کے ذریعے سے اجازت لینے کی بھی ضرورت نہیں ہوتی۔ عورتوں کے لیے اوقات متعین ہیں، صبح اشراق کے بعد ساڑھے دس، گیارہ بجے تک عام دنوں میں، جمعہ کے دن وہ ساڑھے نو بجے بند کر دیتے ہیں وہاں سے عورتوں کو نکالنا شروع کر دیتے ہیں کیونکہ جمعہ کی تیاری ہوتی ہے، اور پھر عشاء کے بعد کبھی رش ہوتا ہے تو وہ دیر تک کبھی 1 بجے تک بھی بعض دفعہ وہ عورتوں کے لیے کھلا ہوتا ہے سلام کے لیے۔ عورتیں جالی کے سامنے نہیں جاسکتیں، وہ ریاض الجنۃ تک جاسکتی ہیں۔ عورتیں بھی اسی طرح سے سلام پیش کریں گی:

''اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُه۔''

انہی الفاظ کے ساتھ وہ سلام پیش کریں گی، ان کو بھی اگر کسی نے کہا ہے تو اپنا سلام پیش کرنے کے بعد، شفاعت کی درخواست کرنے کے بعد وہ جس کی طرف سے سلام پیش کرنا ہے اس کا نام لے کر سلام پیش کریں گی، سلام کا طریقہ یہی ہے جب بھی سلام کے لیے جائیں گے۔ مدینہ منورہ کی حاضری کے دوران آپ قرآن کریم کی تلاوت کریں، ذکر اذکار کریں لیکن درود شریف کی کثرت رکھیں، یہ درود شریف پڑھنے کی سب سے بہترین جگہ اور سب سے بہترین وقت ہے۔ زندگی میں اس سے اچھا موقع اور اس سے اچھی جگہ درود شریف پڑھنے کے لیے نہیں ملے گی آپ کو، مدینہ منورہ کے قیام میں درود کی کثرت رکھیں اور مکہ مکرمہ کے قیام میں درود شریف بھی پڑھیں دیگر اذکار بھی کریں تیسرا کلمہ، چوتھا کلمہ:

''سُبْحَانَ اللهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَاللهُ أَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ۔'' یا ''لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ، وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ۔''

اس کی کثرت رکھیں، دوسرے اذکار بھی پڑھتے رہیں درود شریف بھی پڑھیں۔

مدینہ منورہ میں مسجدِ نبوی پوری محترم اور مبارک جگہ ہے، سب سے زیادہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اگر کہیں سجدے کیے ہیں تو وہ یہ مسجدِ نبوی ہے اور سب سے زیادہ احکام بھی یہاں پر آئے، سب سے زیادہ عبادت بھی یہاں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کی ہے اور صحابہ کرام نے، تو یہ مبارک جگہ ہے، اور اب جو مسجدِ نبوی ہے، علماء نے لکھا ہے کہ مسجدِ نبوی جتنی وسیع ہو جائے، جو مسجدِ نبوی کی حدود ہے یہ فضیلت اس پوری مسجد کے لیے ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، بخاری اور غالباً مسلم کی روایت ہے یہ کہ میری اس مسجد میں ایک نماز ایک ہزار نماز کے برابر ہے، اور ابنِ ماجہ میں روایت ہے اس میں پچاس ہزار کا ذکر ہے کہ میری اس مسجد میں ایک نماز کا ثواب پچاس ہزار ہے۔ تو وہاں پر آپ نوافل بھی پڑھیں، قرآن کریم کی تلاوت کریں، اس اپنے وقت کو قیمتی بنائیں اور جب تک وہاں پر رہیں ادب کے ساتھ رہیں، شور وشغب، مسجد میں بیٹھ کر گپ شپ لگانا، زور زور سے

باتیں کرنا یہ بے ادبی ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اگر کوئی مسجدِ نبوی کے قریب (اس وقت مسجدِ نبوی چھوٹی تھی) کوئی اپنے گھر میں کیل بھی ٹھونکتا تھا تو باقاعدہ پیغام بھیجتی تھیں کہ آہستہ کیل ٹھونکو کہیں ایسا نہ ہو کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس کی آواز سے ایذا ہو اور تکلیف پہنچے۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے گھر کے دروازے بنوانے تھے تو کارپینٹر کو کہا کہ دروازے شہر سے باہر نکل کر بنواؤ گے، یہاں پر آکر صرف فٹ کرو گے تاکہ اس کی جو کھٹ کھٹ کی آواز ہے اس سے کہیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایذا نہ پہنچے۔ صحابہ تو اتنا ادب کا خیال رکھتے تھے۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے دورِ خلافت میں تشریف فرما تھے مسجدِ نبوی میں، دو آدمیوں کو دیکھا کہ زور زور سے باتیں کر رہے ہیں۔ ایک صحابی بیٹھے ہوئے تھے پہلے تو اس کی طرف ایسے زور سے ایک پتھر چھوٹا سا پھینکا، اس نے دیکھا اس کو بلایا، کہا کہ ان دو آدمیوں کو جا کر بلا لاؤ، یعنی صحابی کو بھی آواز نہیں دی، صرف اشارے سے بلایا اور کہا کہ یہ جو دو آدمی بیٹھے ہیں نا جو باتیں کر رہے ہیں ان کو ذرا بلا کے لاؤ میرے پاس۔ وہ بلا کے لائے، حضرت عمرؓ نے پوچھا: کہاں سے آئے ہو؟ کہا طائف سے۔ کہا کہ کیونکہ مدینہ والوں کو یہاں کے آداب معلوم ہیں، تم باہر سے آئے ہو، اگر مدینہ کے ہوتے نا تو میں تمہیں وہ سزا دیتا کہ تم یاد رکھتے، پھر ان کو سمجھایا کہ یہاں زور سے باتیں مت کیا کرو، یہ ہے اس مسجدِ نبوی کا ادب۔ تو جب تک وہاں رہیں ادب کے ساتھ رہیں۔

وہاں مسجدِ نبوی میں ایک جگہ ہے ''رَوْضَةٌ مِنْ رِيَاضِ الْجَنَّة'' حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میرے گھر اور میرے منبر کے درمیان کی جو جگہ ہے وہ جنت کے باغیچوں میں سے ایک باغیچہ ہے یا جنت کی کیاریوں میں سے ایک کیاری ہے، کوشش کرنی چاہیے کہ وہاں ایک مرتبہ تو حاضری ہو جائے، وہاں دو رکعت نماز پڑھ لیں، نماز کا وقت نہ ہو تو کم از کم دعا کر لیں، اور وہاں اللہ تعالیٰ حاضری نصیب فرما دے تو کیا دعا کریں گے، جو بھی دعا ہو مانگیں وہاں پر وہ بھی دعا کی قبولیت ہے میں تو یہ دعا کرتا ہوں کہ اے اللہ جس طرح سے اس دنیا میں آپ نے جنت میں پہنچا دیا کل قیامت میں بھی ہمیں جنت میں پہنچا دیجیے۔

اور دوسری دعا یہ بھی کرتا ہوں کہ اے اللہ آپ کا ضابطہ ہے کہ جس کسی کو آپ نے جنت میں ایک مرتبہ داخل کر دیا، تو آپ پھر اسے جنت سے نکالتے نہیں ہیں۔ تو اے اللہ آپ نے ہمیں تو جنت میں پہنچا دیا، اب جنت سے مت نکالیے۔ خیر یہ تو ایک ذوق کی بات ہے، میں نے اپنا بتایا کہ میں یہ دعا کرتا ہوں اور میں نے اپنے کسی بڑے سے سنا تھا تو اس کے بعد اپنا یہ معمول بنایا۔

وہاں پر دو ستون ہیں، ویسے تو آٹھ ستون بتائے ہیں لیکن اگر قبلہ رخ کھڑے ہوں گے تو محراب سے الٹے ہاتھ پہ دو ستون آپ کو نظر آئیں گے آگے والے۔ پہلا ستون ستونِ عائشہ ہے، دوسرا ستون ستونِ ابولبابہ ہے۔ یہ ستونِ عائشہ وہ ہے کہ پہلے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہاں کھڑے ہو کر نماز پڑھاتے تھے، پھر مسجد تھوڑی سی بڑھ گئی تو جہاں اب محراب ہے، جہاں اب امام کھڑا ہوتا ہے پھر وہاں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھڑے ہو کر نماز پڑھایا کرتے تھے۔ نماز کے علاوہ اکثر و بیشتر آپ بھی اور آپ کے بعد حضرت ابوبکر صدیقؓ، حضرت عمرؓ اسی ستونِ عائشہ کے پاس نماز پڑھا کرتے تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عائشہؓ کو ایک دن فرمایا تھا کہ: ''عائشہ! یہ جگہ ایسی ہے کہ اگر لوگوں کو اس کی اہمیت پتا چل جائے تو یہاں دعا مانگنے اور یہاں جمع ہونے کے لیے وہ آپس میں لڑیں، قرعہ اندازی کریں کہ پہلے مجھے جگہ ملنی چاہیے یہاں پر۔''

حضرت عائشہؓ نے یہ بات کسی کو نہیں بتائی، آپ کے بھانجے تھے حضرت عبداللہ بن زبیرؓ انہوں نے اصرار کر کے ان سے پوچھا کہ خالہ جان وہ بتائیں آپ کو کون سی جگہ کی نشاندہی کی تھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے؟ تو حضرت عائشہؓ نے بتایا کہ یہ ہے۔ اس لیے اس ستون کا نام أُسْطُوَانَةُ عَائِشَةَ (ستونِ عائشہ) ہو گیا۔

اور اس کے برابر میں ستونِ ابولبابہ ہے، ستونِ توبہ بھی اس کو کہتے ہیں۔ یہاں ایک صحابی تھے ابولبابہؓ ان سے کوئی غلطی ہو گئی تھی، انہوں نے اپنے آپ کو باندھ لیا تھا کہ جب تک میری توبہ قبول نہیں ہوگی اور

حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دستِ مبارک سے نہیں کھولیں گے تو میں یہاں سے نہیں ہلوں گا۔ پھر ان کی توبہ قبول ہوگئی۔ تو یہاں موقع ملے تو یہاں پر بھی دو رکعت پڑھ لیں ورنہ کم از کم دعا ہی کرلیں۔

مسجد نبوی کے علاوہ پورا مدینہ ہی بابرکت ہے، پتا نہیں کہاں کہاں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم پڑے ہوں گے لیکن دو چیزیں خصوصیت کے ساتھ آپ کو بیان کرتا ہوں: ایک مسجدِ قباء کی حاضری ہے۔ مسجدِ قباء اسلام کی سب سے پہلی مسجد ہے۔ کیونکہ مسجدِ حرام، مسجدِ اقصیٰ یہ پہلے سے بنی ہوئی تھیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کیا پیدائش سے بھی پہلے سے بنی ہوئی ہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ان کی تعمیر کی ہے دونوں مسجدوں کی۔ تو یہ دونوں مسجدیں تو پہلے سے تھیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ ہجرت کر کے آئے تو مدینہ پہنچنے سے پہلے چودہ دن آپ نے قباء میں قیام فرمایا اور وہاں سب سے پہلا جو کام آپ نے کیا وہ مسجد بنائی جس کا نام مسجدِ قباء ہے۔ مسجدِ نبوی بعد میں بنی ہے، اس لیے میں نے کہا کہ اسلام کی پہلی مسجد، مسجدِ قباء ہے اور اس کی بڑی فضیلت قرآن نے بیان کی۔ قرآن نے کہا یہ وہ مسجد ہے جس کی بنیاد تقویٰ پر رکھی گئی ہے اور یہاں کے رہنے والوں کی قرآن نے تعریف کی ہے کہ یہ یہاں کے رہنے والے وہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کو پسند کرتے ہیں اور وہ طہارت کو پسند کرتے ہیں۔

”فِيهِ رِجَالٌ يُحِبُّونَ أَن يَتَطَهَّرُوا ۚ وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِينَ۔“

(اس میں ایسے لوگ ہیں جو خوب پاک ہونے کو پسند کرتے ہیں اور اللہ پاک رہنے والوں سے محبت فرماتا ہے)

اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول مبارک تھا ہفتے کے روز عموماً آپ تشریف لے جاتے تھے مسجدِ قباء۔ مسجدِ نبوی میں نماز پڑھی فجر کی، پھر کبھی پیدل اور کبھی سواری پر مسجد قبا تشریف لے جاتے تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ”جو شخص اپنے گھر میں طہارت حاصل کرے، پاکی حاصل کرے، مسجدِ قباء جائے، وہاں دو رکعت نماز پڑھے، اس کو ایک عمرے کا ثواب ملتا ہے۔“

تو مسجدِ قباء ایک مرتبہ ضرور حاضری دینی چاہیے اور وہاں جا کر کم از کم دو رکعت تو پڑھنی چاہیے۔ دوسری چیز جو جہاں حاضری دینی چاہیے وہ احد ہے، احد پہاڑ جہاں شہداء کے مزارات ہیں۔ اس میدان میں اسلام کی بڑی جنگ ہوئی ہے، دوسری جنگ، جنگِ احد، جس میں ستر صحابہ شہید ہوئے اور اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تھے جن کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سَیِّدُ الشُّهَدَاء کا لقب دیا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی کبھی تشریف لے جایا کرتے تھے۔ ایسا کوئی معمول تو نہیں تھا جیسے قباء میں جانے کا کہ ہر ہفتے، لیکن اکثر و بیشتر آپ تشریف لے جایا کرتے تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ جو پہاڑ ہے نا احد، یہ ہم سے محبت کرتا ہے اور ہم اس سے محبت کرتے ہیں اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب کہیں سفر پر جاتے، کسی غزوہ میں یا کہیں اور، واپس آتے تو احد پہاڑ نظر آتا تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خوش ہوجاتے کیونکہ وہ مدینہ کی علامت ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ مدینہ قریب آگیا۔ آدمی کو اپنے شہر میں پہنچنے میں خوشی ہوتی ہے تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سواری تیز کردیتے تھے۔ تو احد پہاڑ پر بھی جانا چاہیے اور وہاں جو شہداء ہیں ان کو بھی سلام پیش کرنا چاہیے۔ باقی اس میں بہت ساری زیارتیں ہیں اور یہ گروپ والے اس کی کوشش کرتے ہیں، اہتمام کرتے ہیں کہ ان زیارتوں پر بھی آپ کو لے جائیں، یہ مدینہ منورہ کی حاضری ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں وہاں کی ادب والی حاضری نصیب فرمائے۔

ایک سوال آیا ہے کہ دس اور گیارہ ذوالحجہ کو منیٰ واپس آنے کا کوئی خاص وقت ہے یا ہم کسی بھی وقت واپس منیٰ آکر رات منیٰ کیمپ میں گزار سکتے ہیں؟ اصل تو یہ ہے کہ پوری رات منیٰ میں گزاری جائے، لیکن اگر آدمی کوئی ضرورت کے لیے گیا ہے تو اس طرح سے واپس آجائے کہ رات کا اکثر حصہ، آدھے سے زیادہ حصہ منیٰ میں گزرے وقت تو نہیں متعین کہ آپ مغرب میں ہی آجائیں، عشاء میں ہی آجائیں۔ اگر ایک آدمی طوافِ زیارت کے لیے گیا پہلے دن، شام کو چلا گیا، آنے جانے میں، طوافِ زیارت میں، سعی کرنے میں ساری رات اس کی منیٰ سے باہر گزر گئی تو چونکہ وہ ایک فرض کے لیے گیا ہوا ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ (جاری ہے)

رسول اللہ ﷺ کا بچوں سے تعلق

گزشتہ سے پیوستہ

مولانا محمد ہانی رفیق

شاگرد بچے:

ہمارے پیارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے ساری انسانیت کے لیے معلم بنا کر مبعوث فرمایا، آپ کا ارشاد ہے: ''إِنَّمَا بُعِثتُ مُعلما'' ترجمہ: ''میں معلم بنا کر بھیجا گیا ہوں۔'' (سنن ابن ماجہ، الرقم: 229) چناں چہ جو تعلیمات حضرت جبرائیل علیہ السلام آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لاتے وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو سکھاتے اور ان صحابہ (شاگردوں) میں بچے بھی ہوا کرتے، جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد اپنے وقت کے بڑے بڑے فقہاء اور ائمہ کہلائے۔

معلم انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم کی درس گاہ میں سیرت طیبہ کے علوم کو جمع کر کے دنیا کے ہر خطے میں پہنچانے کی ذمہ داری اکابر صحابہؓ کے ساتھ ساتھ معصوم بچوں نے بھی بچپن ہی سے ذہن نشین کر لی تھی، جس کا منہ بولتا ثبوت یہ ہے: ''حضرت محمود بن لبید انصاری رضی اللہ عنہ (فتح الباری لابن حجر، 2/484، تحت الحدیث: 450 - الاستیعاب فی معرف※ الاصحاب، 3/435) عہد رسالت میں پیدا ہوئے اور مدینہ ہی میں رہے (علم بھی وہیں سے حاصل کیا) اور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم سے علم حدیث حاصل کر کے دوسروں تک پہنچایا۔ (اسد الغاب※ 5/122)

حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ انہی شاگردوں میں سے ایک نمایاں شاگرد رہے ہیں اور تو اور، وہ اور ان کی والدہ قرآن مجید کی ایک آیت (النساء: 97) کے مصداق بھی ٹھہرے۔ 8ھ میں مدینہ منورہ آئے، اکثر و بیشتر آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت

> محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم نے بچوں سے شفقت والفت کے جو مختلف و متفرق خوبصورت انداز بتلائے اور سکھائے ہیں وہ ہر ایک انسان کے لیے باعث تقلید ہیں

میں آجایا کرتے۔ ایک مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم وضو فرما رہے تھے اور مسور رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پشت پر کھڑے تھے، اتفاقاً پشت سے چادر ہٹ گئی اور خاتم نبوت صلی اللہ علیہ وسلم نظر آنے لگی، ایک یہودی ادھر سے گزرا، اس نے سیدنا مسور رضی اللہ عنہ سے کہا: ''محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی پیٹھ سے چادر ہٹا دو!'' مسور رضی اللہ عنہ بچے تھے، ہٹانے لگے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے منہ پر پانی کا چھینٹا مارا۔''

(دلائل النبو※، باب صف※ خاتم النبو

یہ واقعات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کریمانہ اور اطوار زاہدانہ کی ایک جھلک ہیں، جس کی روشنی سے ہم اپنی زندگی کے ہر ہر گوشے کو تابندہ کر سکتے ہیں۔ ان تمام تر روایات میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بچوں کے ساتھ سلوک و برتاؤ، ان کی خیر اندیشی و دل جوئی اور ان کی نہایت شفیقانہ انداز میں تربیت و تعلیم کا نمونہ ملتا ہے، سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ان واقعات کے مطالعہ کے بعد ہم اپنے بچوں یا عام بچوں کے ساتھ اپنے برتاؤ اور سلوک کو دیکھ لیں کہ ہمارا بچوں کے ساتھ سلوک و برتاؤ کیسا ہے؟ کیا ہم ان کے ساتھ محبت و شفقت کرتے ہیں؟ ان کی دل جوئی اور کھیل کود کا سامان کرتے ہیں؟ اور ہمارا رویہ بچوں سے کسی چیز کے ٹوکنے کے وقت وہی ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا تھا یا ہم بچوں کو سوائے سرزنش، لعنت وملامت کے کسی اور زبان سے سمجھا ہی نہیں سکتے؟ بچوں سے برتاؤ اور سلوک بھی سیرت نبوی کا اہم اور روشن پہلو ہے۔

دیکھیے! رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم

بچوں کے ساتھ کتنے خوش مزاج تھے، ہمیشہ محبت وشفقت فرماتے، بوسہ لیتے، معانقہ و مصافحہ کرتے، رخسار اور سر پر محبوبانہ انداز میں ہاتھ پھیرتے اور کھیل فرماتے۔ بچے پیٹ مبارک پر سو جاتے، سینے مبارک پر کھیلتے، یہاں تک کہ ایک بار کسی بچہ نے پیشاب کر دیا، لیکن ہمیشہ غضب وغصہ پر رحمت، شفقت اور شانِ جمال غالب رہتی۔ تاہم بسا اوقات آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تربیتی غرض سے تنبیہ بھی فرمادیتے، کان پکڑ لیتے، مگر ساری ادائیں ازراہ الفت ومحبت ہوتیں۔

محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم نے بچوں سے شفقت والفت کے جو مختلف ومتفرق خوبصورت انداز بتلائے اور سکھائے ہیں وہ ہر ایک انسان کے لیے باعث تقلید ہیں۔ مثلاً: پیدائش سے پہلے کے حقوق؛ نام، تحنیک، عقیقہ، رضاعت، تربیت وکفالت، جذبات کی رعایت، ماں کے پیار سے محروم نہ کرنا، حب رسول صلی اللہ علیہ وسلم، نماز اور دیگر بنیادی چیزوں کی تعلیم وتلقین وغیرہ۔ ان سب پر عمل پیرا ہونا دونوں جہانوں کی فلاح وکامیابی ہے۔

لہٰذا ہمیں چاہیے کہ بچوں پر اپنا رعب ووقار نہ جھاڑیں، ہر وقت گرج برس، ڈانٹ ڈپٹ بھی نہ کریں، جیسے کہ کچھ لوگوں کی عادت ہوتی ہے، یہ طرزِ عمل حسن اخلاق اور سیرت طیبہ کے خلاف ہے۔

غور کیجیے! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ صرف یہ کہ اپنی اولاد سے خود محبت فرمائی، بلکہ امت کو بھی اس کی تعلیم دی اور رحیمانہ سلوک کے ترک پر تنبیہ فرمائی کہ وہ شخص عند اللہ بھی قابل رحم نہیں۔ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم بچوں کو اپنے ساتھ بٹھا کر کھانا کھلاتے، جس سے بچوں کی دل جوئی کے ساتھ ساتھ تربیت کا سامان بھی ہوتا تھا۔ چناں چہ ایک مرتبہ حضرت عمرو بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھا رہے تھے کہ آپ کا ہاتھ پلیٹ میں کبھی اِدھر پڑتا، کبھی اُدھر۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس انداز سے سمجھایا کہ انہیں محسوس ہی نہیں ہوا کہ غلطی پر ٹوکا جارہا ہے یا آداب سکھائے جا رہے ہیں، چناں چہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''یَا غُلَامُ، سَمِّ اللّٰہَ، وَکُلْ بِیَمِیْنِکَ، وَکُلْ مِمَّا یَلِیْکَ۔''

ترجمہ: ''اے بچے! جب کھانا کھاؤ تو اللہ کا نام لو، اپنے دائیں ہاتھ سے کھاؤ اور اپنے سامنے سے کھاؤ۔'' (صحیح بخاری، الرقم:5376)

تربیت کرنے والوں کے لیے اس فرمان میں سیکھنے کے لیے بہت کچھ ہے کہ ابتداءً ٹوکنے کے بجائے کچھ آداب بیان کرنے کی وجہ سے انداز بھی مثبت رہا اور مقصود بھی حاصل ہوگیا۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت عمرو بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد میرے کھانے کا انداز ویسا ہی رہا جیسا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا تھا۔ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بچوں کو اپنے قریب رکھا، حتیٰ کہ بچوں کے کھیل کا بھی لحاظ کیا، اگر کسی موقع پر وہ نماز میں پیٹھ مبارک پر سوار ہوگئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی دل بستگی کا بھرپور خیال فرمایا۔

سیدنا شداد بن ہاد سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ظہر یا عصر میں سے کسی نماز کے لیے باہر تشریف لائے تو سیدنا حسن یا حسین رضی اللہ عنہما کو اٹھائے ہوئے تھے، آگے بڑھ کر انہیں ایک طرف بٹھادیا اور نماز کے لیے تکبیر کہہ کر نماز شروع کر دی، سجدے میں گئے تو اسے خوب طویل کیا، میں نے درمیان میں سر اٹھا کر دیکھا تو بچہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پشت پر سوار تھا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سجدے میں تھے، میں یہ دیکھ کر دوبارہ سجدے میں چلا گیا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز سے فارغ ہوئے تو لوگوں نے عرض کیا: یارسول اللہ! آج تو آپ نے اس نماز میں بہت لمبا سجدہ کیا ہم تو سمجھے کہ شاید کوئی حادثہ پیش آگیا ہے یا آپ پر وحی نازل ہو رہی ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ان میں سے کچھ بھی نہیں ہوا، البتہ میرا یہ بیٹا میرے اوپر سوار ہوگیا تھا، میں نے اسے اپنی خواہش کی تکمیل سے پہلے جلدی میں مبتلا کرنا اچھا نہ سمجھا (یعنی بچہ کے اترنے سے پہلے خود اٹھنا)۔ (مسند احمد، الرقم:16033)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ صرف یہ کہ بچوں سے خود شفقت فرمائی، بلکہ امت کو بھی اس کی تعلیم دی اور بچوں سے مشفقانہ سلوک نہ کرنے والے کے سلسلے میں فرمایا: ''لَیْسَ مِنَّا مَنْ لَمْ یَرْحَمْ صَغِیْرَنَا وَلَمْ یُوَقِّرْ کَبِیْرَنَا۔''

ترجمہ: ''جو چھوٹوں پر رحم نہ کرے اور بڑوں کی تعظیم نہ کرے وہ ہم میں سے نہیں۔''

(الادب المفرد، رقم:358)

اللہ رب العزت قدم قدم پر اتباع سنت سے سرشار فرمائے۔ (آمین) ۞۞

موسمِ گرما سے متعلق شریعت کی تعلیمات

مفتی محمد راشد ڈسکوی

’’اِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰيٰتٍ لِّاُولِي الْاَلْبَابِ۔‘‘(آل عمران:۱۹۰)

ترجمہ: ’’بیشک آسمانوں اور زمین کی پیدائش اور رات اور دن کی باہم تبدیلی میں عقلمندوں کے لیے نشانیاں ہیں۔‘‘

دن اور رات کے بدل بدل کر آنے سے ہی موسم بنتے ہیں، من جانب اللہ پورے سال میں چار موسم آتے ہیں، سرما، گرما، بہار اور خزاں، یہ چاروں موسم اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہیں، کہ حضرت انسان اپنی جسمانی ساخت کی مخصوص خصوصیات کی بناء پر کسی ایک موسم میں ہی زندگی بسر نہیں کر سکتا، بلکہ اسے جسمانی نشوونما کے لیے الگ الگ موسموں کی ضرورت پڑتی ہے، چنانچہ سال کے چار موسموں میں سے ایک موسم گرما ہے۔ اس میں دن بڑے ہوتے ہیں اور راتیں چھوٹی ہوتی ہیں۔ درجہ حرارت زیادہ ہوتا ہے۔ موسم گرما میں ایک مسلمان کے لیے اللہ عزوجل نے عبرت وموعظت کے چند پہلو رکھے ہیں، یہ موسم گرما اپنے اندر پیغام رکھتا ہے اور انسان کو ذاتِ خداوندی کی طرف متوجہ کرتا ہے، موسموں کی تبدیلی میں بھی انسان کے لیے عبرت وموعظت کے عجیب پہلو چھپے ہوئے ہیں، چاند وسورج کی قربت اور دوری موسموں کی تبدیلی کی وجہ بنتی ہے، جب سورج کرہ ارضی سے دور ہو جاتا ہے تو سخت سردی پڑتی ہے اور جب یہ کرۂ ارض سے قربت اختیار کر لیتا ہے، تو گرمی کی حدت وتمازت ہوتی ہے، یہی چاند وسورج؛ حیاتِ کائنات کے جزوِ لازم ہیں، ان کے بُعد وقربت سے گرمی کی شدت اور سردی کی برودت پیدا کی جاتی ہے۔

دنیا کی یہ گرمی آخرت کی گرمی کا ایک حصہ اور جزو ہے، سخت گرمی میں تپتے فرش پر ننگے پاؤں چلنا ممکن نہیں ہوتا، اس تپش کو سوچتے ہوئے میدان حشر کے دن کی گرمی کا تصور کر کے اس سے بچنے کی دعا اور اس سے بچنے والے اعمال کے اندر لگنا چاہیے:

☆.... گرمی میں آنے والے پسینے میں شرابور ہو جانے کے وقت میدان حشر میں ہر ہر شخص کے اپنے گناہوں کے بقدر پسینے میں ڈوبے ہونے کا تصور باندھ کر اس سے بچنے کی فکر کرنی چاہیے۔

☆.... دنیا کی گرمی میں پیاس کی شدت، اور گرمی کی وجہ سے حلق کے خشک ہو جانے کے وقت میدان حشر اور جہنم کی پیاس کو سوچ کر، اس وقت اس محتاجگی سے بچنے کی فکر کرنی چاہیے۔

گرمی پیدا ہونے کا سماوی سبب:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’جہنم نے اپنے رب کے حضور میں شکایت کی اور کہا کہ اے میرے رب! میرے ہی بعض حصے نے میرے بعض حصے کو کھا لیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اسے دو سانسوں کی اجازت دی، ایک سانس جاڑے میں اور ایک گرمی میں۔ تم انتہائی گرمی اور انتہائی سردی جو ان موسموں میں دیکھتے ہو، اس کا یہی سبب ہے۔‘‘ (صحیح البخاری، الرقم:۳۲۶۰)

گرمی کی شدت کے وقت کیا کرنا چاہیے؟

موسم گرما ہو یا موسم سرما، سنت نبوی پر عمل کرتے ہوئے تین بار اللہ تعالیٰ سے جنت کا سوال اور تین بار اللہ تعالیٰ سے جہنم سے پناہ مانگنی چاہیے کہ ہمارے اس عمل سے جنت اور دوزخ خود ہمارے لیے دعا گو ہوں گی، جیسا کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو اللہ تعالیٰ سے تین بار جنت مانگتا ہے: ’’اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْئَلُکَ الْجَنَّةَ‘‘ جنت کہتی ہے: اے اللہ! اسے جنت میں داخل کر دے، اور جو تین مرتبہ جہنم سے پناہ مانگتا ہے: ’’اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوْذُبِکَ مِنَ النَّارِ‘‘ تو جہنم کہتی ہے: اے

اللہ! اس کو جہنم سے نجات دے دے۔

(سنن الترمذی، الرقم ۲۵۷۲)

اسی طرح جناب نبی اکرم ﷺ نے قیامت کی گرمی سے بچنے کے لیے، اور اس دن عرش کا سایہ حاصل کرنے والے سات قسم کے اعمال اختیار کرنے والے خوش نصیبوں کا تذکرہ فرمایا، ہمیں چاہیے کہ ہم اپنے آپ کو ان سات افراد میں شامل کرلیں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: سات قسم کے آدمیوں کو اللہ تعالیٰ اُس دن اپنے (عرش کے) سایہ میں رکھے گا جس دن اُس کے عرش کے سوا کوئی اور سایہ نہ ہوگا:

(۱) انصاف کرنے والا حاکم، (۲) وہ نوجوان جو اللہ تعالیٰ کی عبادت میں جوان ہوا ہو، (۳) وہ شخص جس کا دل ہر وقت مسجد میں لگا رہے، (۴) دو ایسے شخص جو اللہ کے لیے محبت رکھتے ہو، اسی محبت کی بنیاد پر وہ جمع ہوتے ہوں اور اسی پر جدا ہوتے ہوں، (۵) ایسا شخص جسے کسی خوبصورت اور عزت دار عورت نے بلایا لیکن اس نے یہ جواب دیا کہ میں اللہ سے ڈرتا ہوں، (۶) وہ انسان جو صدقہ کرے اور اسے اس درجہ چھپائے کہ بائیں ہاتھ کو بھی خبر نہ ہو کہ داہنے ہاتھ نے کیا خرچ کیا، (۷) اور وہ شخص جو اللہ کو تنہائی میں یاد کرے اور اس کی آنکھیں آنسوؤں سے بہنے لگ جائیں۔ (صحیح البخاری، الرقم: ۱۴۲۳)

موسم گرما میں اپنی حفاظت کیجیے:

☆.... گرمی سے پیدا ہونے والے اَمراض سے پناہ مانگنا: گرمی کی وجہ سے بخار اور دیگر کئی امراض پیدا ہونے کا اندیشہ ہوتا ہے، ان سے حفاظت کے لیے ظاہری اسباب اختیار کرنے کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ان سے بچنے کے لیے بھی دعا گو رہنا چاہیے۔ (صحیح البخاری، الرقم: ۵۷۲۳)

☆.... بلا وجہ دھوپ میں نہ بیٹھنا: موسم گرما کے اَن گنت فائدے ہیں سب سے اہم دھوپ جو کہ پودوں کے لیے بہت ضروری ہے۔ اسی گرم موسم کی وجہ سے فصلیں اور پھل پکتے ہیں۔ دھوپ کی مدد سے ہمارے جسم میں وٹامن ڈی بنتی ہے جو کہ ہمارے جسم کی صحت کے لیے، ہڈیوں کی مضبوطی کے لیے بہت مفید ہے، جسم کے بہت سے زہریلے جراثیم بھی مر جاتے ہیں۔ لیکن بلا وجہ گرمی میں یا دھوپ میں بیٹھنا اچھا عمل نہیں ہے، کیونکہ گرمی جہنم کی تپش سے ہے، لہٰذا بلا وجہ دھوپ میں بیٹھنا اپنے آپ کو زندگی میں ہی جہنم کی تپش پہنچانے کے مترادف ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ اس گرمی کی وجہ سے بعض بیماریاں بھی پیدا ہوتی ہیں، چنانچہ اسلام نے انسان کو تکلیف سے دور رکھنے کے لیے خیر خواہی کے طور پر دھوپ اور گرمی میں بیٹھنے سے منع فرمایا۔

(مسند أحمد، الرقم: ۱۵۵۱۰)

☆.... سائے دار جگہ کی حفاظت کرنا: موسم گرما میں چونکہ گرمی سے بچنے کے لیے سایہ دار جگہ تلاش کر کے وہاں آرام کیا جاتا ہے، اس لیے ایسی جگہوں میں قضائے حاجت کرنا، یا گندگی وغیرہ ڈالنا لوگوں کو اذیت پہنچانے والا عمل ہے، اس سے بچنے کی ضرورت ہے، احادیث مبارکہ میں ایسے اعمال پر لعنت وارد ہونے کا ذکر ملتا ہے۔

(سنن ابوداؤد، الرقم: ۲۶)

☆.... گرمی سے بچنے کے لیے سر پر کپڑا رکھنا: حکماء کا قول ہے کہ جس نے اپنے آپ کو بیماری سے محفوظ رکھنا ہو وہ سردی اور گرمی سے اپنے سر اور پاؤں کو بچائے، چنانچہ سخت گرمی اور دھوپ میں جناب نبی اکرم ﷺ کے جاں نثار صحابہ آپ ﷺ پر سایہ کرنے کا بندوبست کیا کرتے تھے۔

(صحیح مسلم، الرقم: ۱۲۹۸)

☆.... موسم گرما میں چھت پر سونا: سخت گرمی میں رات کے وقت گھروں کی چھتوں پر سونے کا معمول ہوتا ہے، بوقت ضرورت ضرور سوئیں، لیکن اس وقت جب اس چھت کی منڈیر ہو، ورنہ بغیر منڈیر کی چھت پر سونے سے احادیث مبارکہ میں منع کیا گیا ہے، کہ مبادا رات کو سوتے ہوئے کوئی شخص چلنے کا عادی ہو اور اس طرح سوتے میں چل کر چھت سے نیچے ہی گر کر ہلاک نہ ہو جائے۔

(الادب المفرد، الرقم: ۱۱۹۴)

☆.... موسم گرما میں نہروں، تالابوں میں نہانا: گرمی سے بچنے کی خاطر نوجوانوں کا ایک محبوب مشغلہ نہروں میں نہانا بھی ہوتا ہے، اگر آپ تیراکی کے ماہر ہیں، تو کسی چھوٹی نہر میں ایسے وقت میں نہانے میں کوئی حرج نہیں جس وقت میں طغیانی نہ ہو، اور ایسی صورت میں بھی چند امور کا خیال رکھنا ضروری ہے: (۱) ایسا لباس پہن کر نہائیں جو پورے ستر کو چھپائے ہوئے بھی ہو اور اس میں سے ستر والے اعضاء نمایاں بھی نہ ہوں،

(۲)والدین کی اجازت یا انہیں اطلاع کیے بغیر نہانے کے لیے نہ جائیں، (۳)نہروں میں گہرائی والی جگہوں میں داخل نہ ہوں، (۴)سوئمنگ پولز اور تالابوں میں نہاتے ہوئے موسیقی وغیرہ لگانے سے بچیں، (۵)ایسی جگہ جہاں مرد وزن کا مخلوط اجتماع ہو، وہاں نہانا جائز نہیں، بلکہ محض مستورات کا انفرادی طور پر بھی ایسی جگہوں میں نہانا کئی فتنوں کا باعث ہے اور اسلامی مزاج کے خلاف ہے، اس لیے مستورات اکیلی بھی ایسی کھلی جگہوں میں نہانے سے بچیں۔

☆.... **گرمیوں کے لیے موزوں پھل اور سبزیوں کا استعمال:** ہر موسم کی اپنی خصوصیات ہوتی ہیں، اسی طرح ہر موسم کے اپنے ذائقے دار اور رسیلے اور بے شمار خصائص پر مشتمل پھل بھی ہوتے ہیں، موسم گرما میں انسان کی غذائی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے بھرپور غذائیت اور لذت کی حامل بہت سی ایسی سبزیاں، اجناس اور پھل پیدا فرماتے ہیں جو اسی موسم کے ساتھ خاص ہوتے ہیں جو گرمی کے موسم میں انسانی وجود کو ٹھنڈک پہنچانے کے ساتھ ساتھ جسم میں موجود زہریلے مواد کو خارج کرتے ہیں اور مختلف قسم کے وٹامنز کی کمی کو بھی پورا کرتے ہیں اور کینسر، ذیابیطس اور متعدد امراض سے حفاظت کا ذریعہ بھی ہوتے ہیں۔ (مثلا: موسم گرما کے پھلوں میں آم، تربوز، خربوزہ، آلوچے، فالسے، جامن، لیچی، اسٹرابیری، پپیتے اور آڑو قابل ذکر ہیں، اِن پھلوں کو گرمیوں کے موسم میں اپنی خوراک کا حصہ بنا کر آپ اس موسم کے مضر نقصانات کا بہتر طور پر مقابلہ کر سکتے ہیں۔ اور موسم گرما کی چند مشہور اور خاص سبزیاں کریلا، گھیا کدو، کالی توری، بھنڈی توری، بینگن، ٹماٹر، سبز مرچ، شملہ مرچ، تر اور کھیرا وغیرہ بہت اہم ہیں۔

فوائد اور لذات سے بھرپور ان نعمتوں کا تقاضا یہ ہے کہ انسان؛ ان نعمتوں کے خالق کی تعریف وتوصیف کے کلمات ادا کر کے قولاً اور عملاً بھی شکر گزار رہو اور اس کی اطاعت وفرماں برداری بجالائے اور کفران نعمت سے بچے۔

☆.... **بارش میں نہانا:** سخت گرمی کے موسم میں اپنے ستر کی حفاظت کرتے ہوئے نہانا بھی احادیث مبارکہ سے ثابت ہے۔ (صحیح مسلم، الرقم: ۸۹۸) (جاری ہے)

جو فرد آئین پاکستان کو نہیں مانتا اس کو ستارۂ امتیاز سے نوازنا آئین اور قانون سے کھلواڑ اور نظریہ پاکستان کے سراسر منافی ہے: مبلغین ختم نبوت

لاہور.... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی اپیل پر نبیل منیر قادیانی کو ستارۂ امتیاز دینے کے خلاف ملک بھر میں یوم مذمت منایا گیا۔ خطبات جمعہ میں قراردادِ مذمت پیش کی گئیں۔ علماء اور مبلغین ختم نبوت نے حکومت سے مطالبہ کیا کہ جو فرد آئین پاکستان کو نہیں مانتا اس کو ستارۂ امتیاز سے نوازنا آئین اور قانون سے کھلواڑ اور نظریہ پاکستان کے سراسر منافی ہے۔ حکومت فوری طور پر یہ اعزاز واپس لے۔ خطباتِ جمعہ میں عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ، اس کی اہمیت و ضرورت اور فتنہ قادیانیت کے خطرات کو بھرپور انداز میں اجاگر کرتے ہوئے علماء کا کہنا تھا کہ عقیدہ ختم نبوت ہر مسلمان کے ایمان کی بنیاد ہے اور اس کے تحفظ کے لیے امت مسلمہ کو متحد و بیدار رہنے کی اشد ضرورت اور حالات کا تقاضا ہے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنما مولانا عزیز الرحمٰن ثانی، سیکریٹری جنرل لاہور مولانا علیم الدین شاکر، مولانا عبدالنعیم، مولانا خالد محمود، مولانا اشرف گجر، مولانا سعید قار، مولانا سمیع اللہ، مولانا زبیر جمیل، قاری محمد اقبال و دیگر نے صدرِ پاکستان کی جانب سے نبیل منیر قادیانی کو ''ستارۂ امتیاز'' دیئے جانے کے معاملے پر شدید تشویش کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ اس اقدام سے ملتِ اسلامیہ کے جذبات مجروح ہوئے ہیں اور مسلمانوں میں شدید غم وغصہ کی لہر دوڑ گئی ہے۔ انہوں نے مطالبہ کیا کہ نبیل منیر قادیانی سے فوری طور پر ''ستارۂ امتیاز'' واپس لیا جائے اور عوام کے مذہبی جذبات واحساسات کے احترام کو یقینی بنایا جائے۔ علماء کرام نے کہا کہ امتناع قادیانیت ایکٹ پر مکمل اور مؤثر عملدرآمد وقت کی اہم ضرورت ہے تا کہ آئین پاکستان اور مسلمانوں کے متفقہ عقیدے کا تحفظ یقینی بنایا جا سکے۔ قربانی شعائرِ اسلامی میں سے ایک عظیم عبادت ہے۔ قادیانیوں کو اسلامی شعائر استعمال کرنے اور قربانی کرنے کی ڈھیل دینا آئینِ پاکستان کی کھلی خلاف ورزی ہے۔ آئین پاکستان اور امتناعِ قادیانیت قوانین کے تحت قادیانی خود کو مسلمان ظاہر نہیں کر سکتے اور نہ ہی اسلامی شعائر استعمال کر سکتے ہیں۔

خبروں پر ایک نظر

مولانا مفتی محمد راشد مدنی صاحب کا

بہاولنگر کا تبلیغی دورہ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغ حضرت مولانا مفتی محمد راشد مدنی صاحب جماعتی رفقاء کے ہمراہ بہاولنگر میں دوروزہ تبلیغی دورہ پر تشریف لائے۔ اس دوران متعدد اجتماعات اور فکری نشستیں منعقد ہوئیں جن کی مختصر روئیداد پیش خدمت ہے:

۲۲؍مئی بروز جمعہ مولانا مفتی محمد راشد مدنی صاحب نے ہارون آباد کی مرکزی جامع مسجد عائشہ صدیقہ وائٹل سٹی میں جمعہ کا خطبہ ارشاد فرمایا۔ بعد نماز عشاء جنڈ والا میں ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔ مولانا مفتی محمد سفیان ضیاء صاحب نے تلاوت کلام پاک اور حافظ محمد آصف صاحب نے نعتیہ کلام پیش کیا۔ مولانا مفتی محمد امجد صاحب امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ہارون آباد نے کانفرنس کے اغراض ومقاصد بیان فرمائے، اسٹیج سیکریٹری مولانا محمد احسان اللہ نے مہمان خصوصی مولانا مفتی محمد راشد مدنی صاحب کو دعوت خطاب دی۔ مفتی صاحب نے تفصیلی بیان فرمایا، آپ کی دعا سے اس پروگرام کا اختتام ہوا۔

۲۳؍مئی بروز ہفتہ صبح دس بجے مدرسہ و جامع مسجد مکی میں مولانا محمد راشد مدنی صاحب نے اساتذہ اور طلبا سے عقیدۂ ختم نبوت پر تفصیل سے بیان فرمایا، اس کے بعد مقامی جماعت ہارون آباد کے رفقاء سے ملاقاتیں کیں۔ بعد ازظہر معروف دینی درسگاہ جامعہ قاسم العلوم فقیر والی میں تشریف لے گئے، جہاں موصوف نے جامعہ کے مہتمم حضرت مولانا محمد مسعود احمد قاسم قاسمی صاحب سے راقم الحروف اور مولانا محمد امجد صاحب کے ہمراہ ملاقات فرمائی اور جماعتی کام کو مزید مضبوط اور بہتر بنانے کے لیے مشاورت فرمائی۔

اسی روز عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت مروٹ کے زیر اہتمام تحفظ ختم نبوت کانفرنس بعد نماز مغرب جامعہ حمادیہ الیاس ٹاؤن میں منعقد ہوئی۔ صدارت مولانا قاری محمد اکرم قادری صاحب امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت مروٹ جبکہ نگرانی اور اسٹیج سیکریٹری کے فرائض راقم نے سرانجام دیئے۔ تلاوت کلام پاک قاری محمد عرباض صاحب نے کی جبکہ نعتیہ کلام معروف نعت خواں حافظ عمر فاروق انجم اور پروفیسر مولانا محمد نعیم قریشی نے پیش کیا۔ کانفرنس سے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت بہاولنگر کے مبلغ مولانا محمد قاسم رحمانی، مولانا محمد اسحاق ساقی مرکزی رہنما عالمی مجلس تحفظ ختم بہاولپور، مولانا انیس الرحمٰن فاروقی صاحب اور مولانا مفتی محمد راشد مدنی صاحب نے ’’عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت‘‘ اور ’’حیاتِ عیسیٰ علیہ السلام‘‘ کے عنوانات پر نہایت مدلل، جامع اور ایمان افروز خطاب فرمایا۔ آپ نے قرآن وحدیث کی روشنی میں واضح فرمایا کہ عقیدۂ ختم نبوت اسلام کی اساس اور ایمان کا بنیادی جزو ہے، جس کا تحفظ ہر مسلمان کی دینی ذمہ داری ہے۔ مفتی صاحب نے نوجوان نسل کو جدید فتنوں، گمراہ کن نظریات اور فکری حملوں سے باخبر رہنے کی تلقین فرمائی، جبکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیاتِ مبارکہ کے متعلق اہل سنت والجماعت کا مؤقف نہایت آسان اور مؤثر انداز میں بیان فرمایا۔ حضرت مولانا عبدالرشید صاحب خلیفہ مجاز حضرت سید نفیس الحسینی صاحب رحمہ اللہ نے چند نصیحتیں فرمائیں اور مجلس ذکر کے بعد دعا فرمائی۔ اسٹیج پر موجود علمائے کرام مولانا محمد وسیم، مولانا محمد شریف، مولانا مفتی عبدالہادی، مولانا محمد اسلم، مولانا محمد نذیر وٹو، مولانا قاری محمد اکرام الحسن گجر فورٹ عباس اور عبدالوہاب کے علاوہ کثیر تعداد میں عوام الناس موجود تھے۔

(مولانا عثمان شاد مبلغ ختم نبوت بہاولنگر)

جامعۃ الصالحات عزیز آباد میں ختم نبوت کی رکن سازی

جامعۃ الصالحات للبنات عزیز آباد بلاک 8 فیڈرل بی ایریا میں قائم قدیم ترین ادارہ ہے، جہاں مستورات کے لیے درس نظامی کی مکمل تعلیم نیز حفظ وناظرہ کا بھی اہتمام ہے اور حال ہی میں الصالحات اکیڈمی کے نام سے بچیوں کو عصری تعلیم سے بھی آراستہ کیا جارہا ہے۔ اس کی بنیاد 1985ء میں حضرت مولانا

مفتی ضیاء الحق دہلویؒ (تلمیذ رشید حضرت شیخ الاسلام مولانا سیّد حسین احمد مدنیؒ و حضرت مفتی اعظم ہند مولانا مفتی کفایت اللہ دہلویؒ) نے رکھی، آپ جمعیت علمائے ہند دہلی کے امیر تھے، مدرسہ امینیہ دہلی میں حضرت مفتیٔ اعظم ہندؒ کے ساتھ 40 سال رہے اور ان کے بعد اسی مدرسہ کے مہتمم بنے، جامعہ علومِ اسلامیہ بنوری ٹاؤن کے استاذ الحدیث حضرت مولانا مفتی عبدالرؤف غزنوی کے استاذ ہیں۔ 1984ء میں کراچی تشریف لائے، 2003ء میں فوت ہوئے اور یاسین آباد کے قبرستان میں مدفون ہیں۔ 2023ء میں بنین کا ادارہ مدرسہ ضیاء العلوم بنا۔ موجودہ مہتمم مفتی سید اکرام الرحمٰن ہیں جو جامعہ علوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن سے 1991ء میں فاضل ہوئے اور حضرت مولانا مفتی نظام الدین شامزی شہیدؒ سے تخصص فی الفقہ کیا، جب کہ دفترِ ختم نبوت پرانی نمائش میں شہیدِ اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ کے پاس ایک سال تمرینِ افتاء کی، 1998ء میں اس مدرسہ کے ناظم بنائے گئے اور 2003ء میں مہتمم مقرر ہوئے اور وفاق المدارس العربیہ پاکستان ضلع وسطی کراچی کے 2004ء سے مسؤل بھی ہیں۔ مدرسہ ہذا کے مختلف شعبوں حفظ، ناظرہ، درس نظامی مکمل اور مڈل تک تعلیم، نیز بنین میں بھی ناظرہ، درجہ ثانویہ تک تعلیم دی جارہی، جس میں 200 سے زائد طلبہ و طالبات زیرِ تعلیم ہیں، 12 معلمات اور 14 اساتذہ ہیں۔ مفتی صاحب کی دعوت پر 24 مئی بروز اتوار صبح 11 بجے بیان کرنے کی دعوت ملی، بندہ حاضرِ خدمت ہوا تو مفتی صاحب قرآن کریم کی تلاوت میں مشغول تھے، قرآن پاک بند کر کے رکھ دیا، بات چیت شروع ہوئی تو ایک واقعہ سنایا کہ ایک بار حضرت مولانا محمد اسلم شیخوپوری شہید نے اپنے درسِ قرآن کورس میں فرمایا تھا کہ ہمارے اسلاف کا معمول یہ تھا کہ تلاوتِ قرآن مجید کے وقت کوئی مہمان آتا تو تلاوت روک دیتے تھے اور مہمان کے ساتھ مشغول ہوجاتے، اسی لیے آپ کو دیکھ کر میں نے تلاوت موقوف کردی۔ بہرحال، بندہ نے اپنے بیان میں مدرسہ کی طالبات سے عرض کیا کہ یہ مدارس دارالعلوم دیوبند کا فیض ہیں اور دارالعلوم کے بانی حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ نے قادیانی فتنہ کے نمودار ہونے سے قبل ہی تحذیر الناس نامی کتاب لکھ کر اس کا سدباب کردیا تھا، جس میں انھوں نے ثابت کیا کہ آں حضرت صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے بعد کسی زمانے میں اور کسی قسم کے نبی کا آنا محال ہے اور ختم نبوت کا منکر کافر ہے۔ حضرت نانوتویؒ کے شیخ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ نے اپنے خلیفہ حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑویؒ کو مکہ مکرمہ سے ہندستان اسی فتنے کی سرکوبی کے لیے بھیجا تھا۔ دارالعلوم دیوبند کے صدر المدرسین علامہ انور شاہ کشمیریؒ نے اپنے شاگردوں کی پوری جماعت تحفظ ختم نبوت کے لیے وقف کردی، جن میں مفتی محمد شفیعؒ، مولانا ادریس کاندھلویؒ، مولانا بدر عالم میرٹھیؒ، مولانا محمد علی جالندھریؒ، مولانا غلام غوث ہزارویؒ اور علامہ سید محمد یوسف بنوریؒ جیسے جبال العلم شامل ہیں، حضرت بنوریؒ ہی کی قیادت میں 1974ء میں قادیانی آئین پاکستان میں غیرمسلم قرار پائے۔ کراچی میں حضرت بنوری کے متعلقین اور شاگردوں میں سے حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ، حضرت مولانا مفتی نظام الدین شامزی شہیدؒ، حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خان شہیدؒ، حضرت مولانا نذیر احمد تونسوی شہیدؒ اور حضرت مولانا سعید احمد جلال پوری شہیدؒ جیسے اکابر اہل علم نے ناموسِ رسالت پر اپنی جانیں قربان کردیں۔ اسی لیے اہل علم طبقے کی سب سے بڑی ذمہ داری ہے کہ اس فتنے کا تعاقب کرتے ہوئے اسے انجام تک پہنچائیں۔ الحمدللہ! تمام مستورات نے رُکن سازی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ الحمدللہ، گلبرگ ٹاؤن میں اب تک ہزاروں افراد اپنی اور اپنے اہل خانہ کی رکنیت حاصل کرچکے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ناموسِ رسالت کے لیے قبول فرمائے، آمین!

(مولانا محمد قاسم رفیع)

شورکوٹ میں مبلغین ختم نبوت کے پروگرام

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ناظم تبلیغ مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے ۲۲رمئی سے ۲۴رمئی تک شورکوٹ کینٹ، شورکوٹ سٹی اور نواحی علاقوں کا تین روزہ تبلیغی، دعوتی اور تنظیمی دورہ کیا، جس کے دوران مختلف مساجد، مدارس اور ختم نبوت کانفرنسوں سے خطاب کرتے ہوئے عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ، فتنہ قادیانیت کے تعاقب اور دعوت اسلام کی اہمیت پر تفصیلی روشنی ڈالی۔ اس موقع

پر راقم الحروف (مبلغ ختم نبوت مولانا عبدالحکیم نعمانی)، مقامی علماء کرام، ائمہ مساجد، طلبہ اور کارکنان ختم نبوت کی بڑی تعداد بھی موجود تھی۔ تفصیلات کے مطابق ۲۲ رمئی کو مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کی شورکوٹ کینٹ آمد پر راقم، ڈاکٹر محمد شفیق صدیقی اور ڈاکٹر محمد ایمن نے کارکنان ختم نبوت کے ہمراہ ان کا پرتپاک استقبال کیا۔ دورہ کے آغاز پر مختلف مقامی شخصیات اور کارکنان نے ملاقاتیں کیں اور تنظیمی و دعوتی امور پر تبادلۂ خیال کیا۔ بعدازاں ڈاکٹر محمد شفیق صدیقی کی خصوصی دعوت پر جامع مسجد مکی شورکوٹ کینٹ میں جمعۃ المبارک کے بڑے عوامی اجتماع کا انعقاد کیا گیا جہاں مولانا شجاع آبادی نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ عقیدہ ختم نبوت اسلام کی اساس اور بنیادی عقیدہ ہے، اس کے تحفظ کے لیے ہر دور میں اکابر علماء اور عاشقان رسول نے بے مثال قربانیاں پیش کی ہیں۔ انہوں نے کہا کہ موجودہ دور میں بھی امت مسلمہ کو فتنہ قادیانیت کے خطرات سے باخبر رہنے اور نئی نسل کے ایمان کی حفاظت کے لیے منظم دینی و دعوتی جدوجہد جاری رکھنے کی ضرورت ہے۔

اسی روز مدرسہ دارالقرآن کینٹ میں جمعہ کے اجتماع سے راقم نے ”فلسفہ قربانی اور فتنہ قادیانیت“ کے عنوان پر حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنتِ قربانی کے روحانی اور ایمانی پہلوؤں پر روشنی ڈالتے ہوئے کہا کہ قربانی صرف جانور ذبح کرنے کا نام نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے دین کے لیے ہر قسم کی قربانی پیش کرنے کا جذبہ پیدا کرنا بھی اس کا اہم مقصد ہے۔ اکابر علماء نے تحفظ ختم نبوت کے لیے قید و بند، مصائب اور مشکلات برداشت کیں اور آج بھی یہ جدوجہد پوری ایمانی قوت کے ساتھ جاری ہے۔ بعدازاں مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی اور دیگر علماء کرام ڈاکٹر صاحب کی رہائش گاہ پر مدعو تھے جہاں دعوت طعام کا اہتمام کیا گیا۔ رات کا قیام شیخ التفسیر حضرت مولانا محمد زاہد انور کے زیر انتظام مدرسہ جامعہ عثمانیہ شورکوٹ سٹی میں رہا۔ اس دوران مختلف علمی، دعوتی اور تنظیمی امور پر تبادلہ خیال کیا گیا جبکہ نوجوانوں کو دینی تعلیمات سے وابستہ رہنے اور سوشل میڈیا سمیت جدید ذرائع ابلاغ پر ختم نبوت کے پیغام کو مؤثر انداز میں پہنچانے کی تلقین کی گئی۔

۲۴ رمئی کو نماز فجر کے بعد جامعہ عثمانیہ میں درس ختم نبوت منعقد ہوا، جس میں علماء، طلبہ اور عوام کی بڑی تعداد شریک ہوئی۔ مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے اپنے درس میں قرآن وسنت کی روشنی میں عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت بیان کرتے ہوئے کہا کہ یہ عقیدہ امت مسلمہ کے اتحاد اور ایمان کی بنیاد ہے۔ انہوں نے نوجوان نسل کو عقائد باطلہ سے محفوظ رکھنے کے لیے دینی مدارس، مساجد اور علماء کرام کے کردار کو نہایت اہم قرار دیا۔

اسی روز مغرب کے بعد جامع مسجد علی معاویہ چاہ پیروالا ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی جس میں گردونواح سے سینکڑوں افراد نے شرکت کی۔ کانفرنس سے مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا بشیر احمد، عبدالحکیم نعمانی اور دیگر علماء کرام نے خطاب کیا۔ مقررین نے اپنے بیانات میں کہا کہ قادیانی فتنہ امت مسلمہ کے عقیدہ ختم نبوت پر حملہ آور ہے اور اس کے تعاقب کے لیے ہر مسلمان کو بیدار اور متحد رہنا ہوگا۔ انہوں نے کہا کہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے ہمیشہ علمی، قانونی اور دعوتی میدان میں مؤثر کردار ادا کیا ہے۔

جامع مسجد حیدر کرار میں بھی درس ختم نبوت کا انعقاد کیا گیا جہاں مولانا شجاع آبادی نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ تحفظ ختم نبوت صرف علماء کی نہیں بلکہ پوری امت مسلمہ کی مشترکہ ذمہ داری ہے۔ بعدازاں مولانا محمد علی، رانا محمد اشفاق اور دیگر کارکنان ختم نبوت سے ملاقاتیں ہوئیں جن میں دینی و تنظیمی امور، تبلیغی سرگرمیوں اور علاقائی مسائل پر تبادلہ خیال کیا گیا۔ مغرب کی نماز کے بعد جامع مسجد مکی ککی نو اڈہ کوٹھی میں ختم نبوت کا جلسہ ہوا، جس کی صدارت مولانا حسنین معاویہ نے کی۔ جلسہ سے مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، راقم اور دیگر علماء کرام نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ امت مسلمہ کو عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لیے متحد ہو کر کام کرنے کی ضرورت ہے۔ انہوں نے کارکنان ختم نبوت کی خدمات کو سراہتے ہوئے کہا کہ تحفظ ختم نبوت کی یہ جدوجہد قیامت تک جاری رہے گی اور مسلمان اپنے عقیدہ ختم نبوت پر کسی قسم کا سمجھوتہ نہیں کریں گے۔ دورہ کے اختتام پر مختلف علاقوں سے آنے والے کارکنان اور عوام نے علماء کرام سے ملاقاتیں کیں اور عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے عزم کا اعادہ کیا۔

(مولانا عبدالحکیم نعمانی)

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کے

دعوتی وتبلیغی اسفار

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت گجرات اور منڈی بہاؤالدین کے مبلغ مولانا محمد قاسم سیوطی متحرک اور فعال عالم دین اور ختم نبوت کے مبلغ ہیں۔ انہوں نے ۲۹، ۳۰/اپریل کو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت منڈی بہاؤالدین کے دفتر عشاء کی نماز کے بعد ساڑھے آٹھ بجے سے دس بجے تک ختم نبوت کورس رکھا۔ جس میں تقریباً دوسو سے زائد سامعین نے شرکت کی، جس کی تفصیلات پہلے بیان ہو چکی ہیں۔

یکم مئی ۲۰۲۶ء کو جامعہ امدادیہ منڈی کے اساتذۂ کرام سے ملاقات رکھی۔ جس میں عقیدۂ ختم نبوت کی ترویج کے متعلق مذاکرہ ہوتا ہے، مجلس کے مبلغین مولانا محمد قاسم سیوطی، محمد اسماعیل شجاع آبادی نے مبلغین ختم نبوت کی نمائندگی کی۔

جامعہ خلفاء راشدین:

جامعہ دولت نگر ضلع گجرات کے بانی مولانا عمر فاروق مدظلہ کی پُرخلوص دعوت پر یکم مئی کے جمعۃ المبارک سے پہلے مولانا محمد قاسم سیوطی اور محمد اسماعیل شجاع آبادی نے جمعۃ المبارک کے خطبہ سے قبل خطاب کیا اور سہ سالہ ممبر سازی کی طرف متوجہ کیا، نمازیوں نے بڑھ چڑھ کر اپنے اور اپنے اہل وعیال کو ختم نبوت کا ممبر بنوایا۔

ایک ہفتہ راولپنڈی میں:

راولپنڈی میں ایک دور میں بڑے بڑے علماء کرام، مشائخ اور جماعتی بزرگ قیام فرماتے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی مرکزی شوریٰ کے اراکین قاری محمد امین (متوفی ۱۸/مئی ۲۰۰۵ء) مولانا محمد رمضان علویؒ (متوفی ۱۸/جنوری ۱۹۹۰ء) جمعیت علماء اسلام کے بانی اراکین میں مولانا غلام غوث ہزارویؒ اور ان کے ساتھی مولانا عبدالحکیمؒ ہزاروی، اشاعت التوحید کے بانی ناظم اعلیٰ مولانا غلام اللہ خانؒ، مولانا عبدالمعبودؒ، مولانا عبدالستار توحیدیؒ اور دیگر کئی ایک شخصیات راولپنڈی میں علماء دیوبند کے نامور علماء کرام تھے، ایک ایک کر کے سارے حضرات اپنے پروردگار کے حضور پیش ہو گئے۔ لیکن کسی زمانہ میں زمین اہل حق سے خالی نہ رہی اور نہ رہے گی۔ اس وقت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت راولپنڈی کے امیر شیخ الحدیث مولانا قاضی مشتاق احمد دامت برکاتہم العالیہ ہیں، جو جڑواں شہر راولپنڈی اور اسلام آباد کے اکثر نوجوان علماء کرام کے استاذ ہیں، جبکہ مجلس کے نائب امیر مولانا محمد آدم خان مدظلہ، ناظم اعلیٰ مولانا قاضی ہارون الرشید حفظہ اللہ ہیں، بھائی محمد ناصر ان کے دست و بازو ہیں۔ مجلس راولپنڈی کی کابینہ نے سید پور روڈ پر گیارہ مرلہ زمین پر مشتمل خوبصورت دفتر تعمیر کرایا، تعمیر میں مجلس مرکزیہ نے بھی حصہ ملایا، لیکن زیادہ تر مصارف حضرت قاضی صاحب اور ان کے رفقاء نے مقامی طور پر اکٹھے کئے۔ راولپنڈی مجلس کے ذمہ داروں میں ایک اہم نام حکیم محمد یونس نقشبندیؒ کا بھی ہے۔ موصوف اپنا مطب اور اس پر دو منزلہ عمارت جو سبز عمارت کے نام سے بنی چوک میں معروف ہے، مجلس کو وقف کی۔ ایک عرصہ تک مجلس کا دفتر سبز منزل میں رہا، مجلس کے مبلغین مولانا محمد علی صدیقیؒ، مولانا زاہد وسیم سلمہ اور موجودہ مبلغ مولانا محمد طارق سلمہ کا ہیڈ کوارٹر رہا۔

حضرت مولانا قاضی مشتاق احمد مدظلہ اور آپ کے رفقاء نے جب نئے دفتر کی تعمیر کی تو الحمدللہ! مجلس کا موجودہ دفتر مجلس کی سرگرمیوں کا مرکز اور ہیڈ کوارٹر ہے۔ مجلس کے رفقاء نے جب خط و کتابت کورس شروع کیا تو ابتدا میں سبز منزل اس کا مرکز جناب خالد مبین (گوجر خان)، حافظ محمد الیاس، حافظ محمد عدیل اور ان کے رفقاء نے شروع کیا۔ اب تک ہزاروں نوجوان، مرد و عورتیں، بچے، بوڑھے یہ کورس کر چکے ہیں تو خط و کتاب کورس (۱۳۴۷ پوسٹ بکس نمبر اسلام آباد) کا مرکز بھی یہی دفتر ہے۔ مولانا محمد طارق معاویہ مبلغ ہیں۔ مولانا زاہد وسیم معاون ہیں۔ اول الذکر کی دعوت پر راقم الحروف یکم مئی شام کو راولپنڈی حاضر ہوا۔

۲/مئی ۲۰۲۶ء ظہر کی نماز کے بعد دارالعلوم تعلیم القرآن راجہ بازار کے مہتمم مولانا اشرف علیؒ جو ۲۳/اپریل ۲۰۲۶ء کو رحلت فرما گئے تھے کی تعزیت کے لئے دارالعلوم مولانا محمد طارق معاویہ، حافظ احمد عدیل کی معیت میں حاضری ہوئی، مرحوم کے ورثاء سے تعزیت کی۔

۲/مئی عشا کی نماز کے بعد جامع مسجد

حنفیہ انگت پورہ میں جلسہ منعقد ہوا، جس کی صدارت مولانا محمد ساجد درانی مدظلہ نے کی۔ جلسہ سے مولانا محمد طارق معاویہ، مولانا عثمان علی شاہ اور راقم کے بیانات ہوئے۔ جامع مسجد حنفیہ کے بانی مولانا عبدالواحد درانی تھے۔ آپ نے مسجد کی تعمیر کا آغاز ۱۹۵۶ء میں کیا۔ ان کی وفات کے بعد ان کے فرزند ارجمند مولانا محمد ساجد نے نظام سنبھالا۔ موخرالذکر کی دعوت پر پروگرام کا اہتمام ہوا۔

۳رمئی جامع مسجد بلال ڈھیری حسن آباد میں مولانا مجیب الرحمٰن کی دعوت پر پروگرام منعقد ہوا۔

۴رمئی جامع مسجد صدیق اکبر سے ملحق بنین وبنات کے مدرسہ جو گرجا روڈ پر واقع ہے۔ مولانا قاضی شفیق الرحمٰن کے زیر اہتمام یہ ادارہ قائم ہے، صبح ساڑھے دس سے سوا گیارہ بجے تک راقم کا عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت پر بیان ہوا۔ اسی روز ظہر کی نماز کے بعد جامع مسجد و مدرسہ ربانیہ چکری روڈ میں بیان ہوا۔ مولانا محمد طارق معاویہ اور مولانا بن یامین خان کی معیت و رفاقت حاصل رہی۔ بیان کے بعد ایک قادیانی سے عقیدۂ ختم نبوت، رفع ونزول عیسیٰ علیہ السلام پر گفتگو ہوئی۔ درس اور گفتگو کا اہتمام قاری عبدالرؤف اور مولانا عبداللہ نے کیا۔

۵رمئی کو مغرب کی نماز کے بعد جامع مسجد حیدرعلی خان رینج روڈ میں راقم کا تفصیلی بیان ہوا۔ پروگرام کا اہتمام مولانا محمد ہارون مدظلہ نے کیا۔ کثیر تعداد میں مسلمانوں تک ختم نبوت کا پیغام پہنچایا۔

۶رمئی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت راولپنڈی کے ناظم اعلیٰ مولانا قاضی ہارون الرشید مدظلہ جو راقم کے استاذ بھائی اور جامعہ باب العلوم کہروڑپکا کے فاضل ہیں، گلزار قائد میں جامع مسجد الرشید کے خطیب، بنین وبنات کے مدرسہ کا اہتمام سنبھالے ہوئے ہیں۔ ظہر کی نماز کے بعد بیان ہونا تھا لیکن موصوف دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کے استاذ الحدیث مولانا شیخ محمد ادریسؒ کے جنازہ میں شرکت کے لئے تشریف لے گئے اور پروگرام نہ ہوسکا۔

مولانا عبدالوحید قاسمی مدظلہ کی عیادت:

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اسلام آباد کے ناظم اعلیٰ مولانا عبدالوحید قاسمی مدظلہ ایک عرصہ سے صاحب فراش ہیں۔ ۶رمئی ظہر کی نماز کے بعد مولانا محمد طیب اور مولانا محمد طارق کی معیت میں ان کی عیادت کی اور دعائیں لیں۔

جامعہ دارالہدیٰ گولڑہ شریف میں جلسہ:

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام ۶رمئی مغرب کی نماز کے بعد جلسہ منعقد ہوا، جس کی صدارت گولڑہ یونٹ کے امیر مولانا محمد فاروق کشمیری مدظلہ نے کی۔ جلسہ سے تلاوت ونعت کے بعد اسلام آباد مجلس کے مبلغ مولانا محمد طیب اور مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کے بیانات ہوئے۔ جلسہ کا اہتمام دارالہدیٰ کے مہتمم مولانا مفتی عبدالسلام نے کیا۔ دارالہدیٰ اہل حق کا گولڑہ شریف میں عظیم ادارہ ہے، جس میں سینکڑوں طلبا کرام زیر تعلیم ہیں۔

۷رمئی ظہر کی نماز کے بعد جامع مسجد اعجاز احمد خان سیٹلائٹ ٹاؤن مولانا سید عثمان علی شاہ مدظلہ کی دعوت پر عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت پر بیان ہوا۔

ترنول میں جلسہ:

جامع مسجد عائشہ ترنول میں ۷رمئی مغرب کی نماز کے بعد جلسہ منعقد ہوا، صدارت مسجد ہذا کے خطیب مولانا محمد اسماعیل نے کی، جبکہ مہمان خصوصی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت بہاولنگر کے مبلغ مولانا محمد قاسم رحمانی سلمہ کے برادر محترم حاجی غلام مصطفیٰ تھے، جلسہ سے

بقیہ:.... اسلامی تقویم کا آغاز

ماہ محرم کی اہمیت وفضیلت: ماہ محرم الحرام کی تاریخی اہمیت مسلم ہے احادیث و روایات اور آثار سے اس کے فضائل وبرکات ثابت ہیں روایات کی روشنی میں اسی محرم الحرام کی دسویں تاریخ کو اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق فرمائی۔ یوم عاشورا ہی کو جنت پیدا فرمائی۔ یوم عاشورا ہی کو سفینہ نوح جودی پہاڑ پر ٹھہرا۔ یوم عاشورا ہی کو حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کی قوم نے فرعون سے نجات حاصل کی اور اللہ تعالیٰ نے فرعون اور اس کے لشکر کو غرق کیا۔

یوم عاشورا کا روزہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: رمضان کے بعد بہترین روزہ محرم کا روزہ ہے اور فرض نماز کے بعد بہترین نماز تہجد کی نماز ہے۔ (مسلم شریف، ریاض الصالحین)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم محرم کی دسویں تاریخ کو خود بھی روزہ رکھتے تھے اور دوسروں کو بھی روزہ رکھنے کا حکم دیتے تھے۔

(بخاری ومسلم)

اسلام آباد کے مبلغ مولانا محمد طیب اور راقم الحروف کا خطاب ہوا۔ نعتیہ کلام بابا خورشید احمد نے پیش کیا۔ راولپنڈی مجلس کے مبلغ مولانا محمد طارق معاویہ کی رفاقت حاصل رہی۔

شیخ الحدیث مولانا محمد ادریسؒ کی تعزیت:

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ایک وفد مولانا قاضی مشتاق احمد امیر مجلس راولپنڈی کی قیادت میں اتمانزئی چارسدہ روانہ ہوا۔ وفد میں راولپنڈی مجلس کے نائب امیر مولانا محمد آدم خان، ناظم مالیات برادر محمد ناصر، مبلغ مولانا طارق، اسلام آباد کے مبلغ مولانا محمد طیب اور محمد اسماعیل شجاع آبادی پر مشتمل تھا۔ اتمانزئی چارسدہ پہنچا، جہاں ان کے فرزند ارجمند اور جانشین مولانا انیس احمد سلمہ اور جامعہ نعمانیہ کے مہتمم سے تعزیت کی، معلوم ہوا کہ صدر وفاق شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی دامت برکاتہم نے تعزیتی بیان میں مولانا انیس احمد کو ان کا جانشین مقرر کیا اور جامعہ نعمانیہ کی انتظامیہ سے فرمایا کہ جو اسباق حضرت شیخ پڑھاتے تھے وہ ان کے جانشین کو دیئے جائیں۔ شیخ ہزاروں علماء کرام کے استاذ تھے۔ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک میں بھی بڑی کتابوں کے مدرس تھے، جمعیت علماء اسلام کے صوبائی ایم پی اے بھی رہے۔ وفد نے شیخ کے جانشین اور جامعہ کے مہتمم سے یکجہتی کا اظہار کیا اور اس توقع کا اظہار کیا کہ جس طرح شیخ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی سرپرستی فرماتے تھے اسی طرح ان کے جانشین بھی فرمائیں گے۔ وفد میں چارسدہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے راہنما مولانا نجیب الاسلام، مولانا عبدالغفار اور حاجی عبدالرحمٰن بھی شامل تھے۔

جامعۃ التسلیم میں حاضری:

جامعۃ التسلیم تنگی چارسدہ میں دینی ادارہ ہے، جس کا اہتمام وانصرام مجلس راولپنڈی کے نائب امیر مولانا محمد آدم خان چلا رہے ہیں۔ ان کی استدعا اور حکم پر وفد جامعۃ التسلیم میں حاضر ہوا۔ جامعہ کے اساتذۂ کرام وطلبا میں عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت پر مولانا قاضی مشتاق احمد، مولانا قاضی ثاقب الحسینی، مولانا عزیز الرحمٰن ثانی اور راقم کے بیانات ہوئے۔ مولانا قاضی مشتاق احمد کی قیادت میں راولپنڈی، اسلام آباد کے احباب راولپنڈی کی طرف عازم سفر ہوئے۔

مولانا قاری اکرام الحق مدظلہ کے عصرانہ میں شرکت:

مولانا قاری اکرام الحق پشتو اور اردو زبانوں کے نامور اور انتھک خطیب ہیں۔ چناب نگر سمیت مجلس کے پروگراموں میں ان کا بیان بڑی توجہ سے سنا جاتا ہے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی ممبر سازی کے بعد مجلس کی روایات کے علی الرغم مردان مجلس عمومی کا اجلاس ہوا، ووٹنگ کے لئے ڈبے رکھے گئے، موصوف کو ان کی خدمات اور خطیبانہ اوصاف کی وجہ سے ستر سے زائد ووٹ ملے اور مدِمقابل کو پانچ سات ووٹ، گویا ووٹنگ میں آپ بھاری اکثریت سے کامیاب ہوئے۔ مولانا ثانی کے تقاضا پر صوابی میں مولانا قاضی ثاقب الحسینی مدظلہ کی قیادت میں قاری صاحب کے ہاں حاضری ہوئی اور وفد نے انہیں مبارکباد دی۔ نیز استدعا کی کہ آپ تمام ساتھیوں کو ساتھ لے کر چلیں، کبار علماء کرام کی سرپرستی میں مجلس کے مطبوعہ فارم کی تکمیل کریں۔

انتقال پرملال

حضرت مولانا محمد طیب کشمیری (خطیب سبیل مسجد، گورومندر چوک، کراچی) کی وفات کی خبر پڑھ کر بے حد صدمہ ہوا، انا للہ وانا الیہ راجعون۔ وہ میرے پرانے دوست تھے اور جامعہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ میں طالب علمی کے دور میں کئی برس ہماری رفاقت رہی ہے۔ آزاد کشمیر کے بزرگ عالم دین حضرت مولانا امیر الزمان خان رحمہ اللہ تعالیٰ کے بھتیجے تھے اور سرگرم ومتحرک عالمِ دین تھے۔ مطالعہ کا خصوصی ذوق رکھتے تھے اور تحریکِ آزادی میں علماء دیوبند کا کردار ان کے مطالعہ وتحقیق کا خاص ذوق تھا۔ شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی نور اللہ مرقدہ کی علمی شخصیت اور سیاسی جدوجہد کا تذکرہ اکثر ان کی زبان پر رہتا تھا اور کم وبیش ہر مجلس میں کسی نہ کسی حوالہ سے ان کی کسی بات کا ذکر کر دیتے تھے۔ مجھے کراچی حاضری کے دوران جب کبھی موقع ملتا، میں ان کے ہاں حاضری دیتا اور ان کی گفتگو کا لطف اٹھاتا تھا۔ جامعہ علومِ اسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی کے اساتذہ واکابر کے ساتھ پڑوس کے علاوہ مجلس آرائی اور گفتگو کا شرف بھی اکثر انہیں حاصل رہتا تھا۔ اللہ تعالیٰ ان کی حسنات قبول فرمائیں، آخرت کی منزلیں آسان کریں، اپنے محبوب اکابر کے ساتھ جنت کی رفاقت سے بہرہ ور فرمائیں اور جملہ اہلِ خاندان کو صبرِ جمیل کی توفیق سے نوازیں، آمین یارب العالمین!! (حضرت مولانا زاہد الراشدی مدظلہ)

REGD. SS. 160

مطبوعات عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان

رعایتی قیمت

نمبر شمار	نام کتاب		مصنف	قیمت
1	محاسبہ قادیانیت. مکمل سیٹ 40 جلدیں		متعدد حضرات کے مجموعہ رسائل	16000
2	قومی آسمبلی میں قادیانی مسئلہ پر بحث کی مصدقہ رپورٹ	(5 جلدیں)	حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب	1500
3	قادیانی مذہب کا علمی محاسبہ		پروفیسر محمد الیاس برنیؒ	600
4	رئیس قادیان		ابوالقاسم مولانا محمد رفیق دلاوریؒ	600
5	آئینہ قادیانیت		حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب	300
6	ائمہ تلبیس		ابوالقاسم مولانا محمد رفیق دلاوریؒ	600
7	قادیانیوں سے فیصلہ کن مناظرے		جناب محمد متین خالد صاحب	300
8	ایک ہفتہ شیخ الہندؒ کے دیس میں		حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب	300
9	چمنستان ختم نبوت کے گلہائے رنگارنگ	(5 جلدیں) مکمل سیٹ	حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب	1500
10	قادیانی شبہات کے جوابات (کامل)		حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب	600
11	تحفہ قادیانیت	(6 جلدیں)	حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ	1800
12	مجموعہ رسائل (ردقادیانیت)	(2 جلدیں)	رسائل اکابرین	800
13	مجموعہ کتب حیات الانبیاء علیہم السلام	(مکمل سیٹ 17 جلدیں)	متعدد حضرات کے مجموعہ رسائل	7500
14	اسلام اور قادیانیت ایک تقابلی مطالعہ		مولانا عبدالغنی پٹیالویؒ	300
15	خطبات شاہین ختم نبوت	(2 جلدیں)	مولانا محمد بلال ، مولانا محمد یوسف ماما	800
16	تذکرہ مجاہدینِ ختم نبوت		حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب	350
17	قادیانیت کا تعاقب		مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ، مولانا قاضی احسان احمد	300
18	تحریک ختم نبوت	(10 جلدیں)	حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب	4500
19	مقدمہ مرزائیہ بہاولپور مکمل سیٹ	(تین جلدیں)	جسٹس محمد اکبر خان صاحب	1000
20	ختم نبوت کورس		مولانا مفتی مصطفیٰ عزیز صاحب	350
21	مولانا ظفر علی خان اور فتنہ قادیانیت		جناب محمد متین خالد صاحب	400
22	سواطع الالہام		حضرت امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ	150
23	فتاویٰ ختم نبوت		حضرت مولانا مفتی سعید احمد جلال پوری شہیدؒ	1200
24	قادیانیت (مطالعہ و جائزہ)		حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ	300
25	سیدہ فاطمہؓ		ابوالقاسم مولانا محمد رفیق دلاوریؒ	300
26	نشانِ منزل		محترمہ خنساء امین صاحبہ	200

نوٹ: ...... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت تبلیغی ادارہ ہے۔ تبلیغ کے نقطہ نظر سے تقریباً لاگت پر کتب مہیا کی جاتی ہیں

ملنے کا پتہ...... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان ...... جامعہ عربیہ ختم نبوت مسلم کالونی چناب نگر ضلع چنیوٹ